صوفی ازم اور علم و ادب کا بے باک ترجمان

سہ ماہی

رہبر نور

مکن پور شریف

رمضان المبارک، شوال المکرم، ذلقیعدہ ۱۴۴۱ھ — مئی، جون، جولائی ۲۰۲۰ء

★ ہم آج کہاں پر ہیں؟ مسلمانوں کے عروج و زوال پر ایک نظر

★ تاریخ مکنپور شریف اور تذکرۂ مشائخ مداریہ

★ مرد و زن کا اختلاط معاشرے کا گھن "اس چیلنج کا اسلامی تعلیمات سے جواب"

★ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاؒ کی دینی خدمات

★ خیر و برکت کا ماہ مبارک "رمضان" اور اسکی فضیلت

★ شوال المکرم اور آفتاب ولایت کی جلوہ گری

★ ایک باکمال اردو شاعر کا ادبی تجزیہ

چیف ایڈیٹر

ابوالمشرب سید مقتدا حسین جعفری دارالنور مکن پور شریف، کانپور (انڈیا)

Madaarimedia.com

بفیض روحانی۔ شہنشاہ ولایت سیّد بدیع الدّین احمد قطب المدار مدار العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیادگار: الحاج ڈاکٹر سیّد مرتضیٰ حسین رہبؔر والحاج سیّدہ نور النہار فاطمہ علیہما الرحمۃ والرضوان

صوفی ازم اور علم و ادب کا بے باک ترجمان

سہ ماہی رہبر نور
مکن پور شریف

رمضان المبارک، شوال المکرم، ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ
مطابق
مئی، جون، جولائی ۲۰۲۰ء

مجلس ادارت

چیف ایڈیٹر
ابوالمشرب سیّد مقتدا حسین جعفری

مینیجنگ ایڈیٹر
ڈاکٹر سیّد اقتدا حسین جعفری عامؔر

ایڈیٹر
مفتی سیّد نثار حسین جعفری مداری

جوائنٹ ایڈیٹر
مولانا سیّد ازبر علی مداری

سرکلیشن مینیجر
سیّد شعب غازی مداری
و
سیّد قمر حسین جعفری

قیمت فی شمارہ -/50
سالانہ -/200

ڈاک خرچ
رجسٹرڈ ڈاک
سے بھیجا جائیگا
جسکا خرچ
الگ سے دینا ہوگا

رسالہ منگوانے کیلئے ان نمبروں پر رابطہ کریں

9956677119
8737967832
6394344966

مجلس مشاورت

مولانا سیّد انتخاب عالم ارغونی
مولانا سیّد محمد توثیق قصوری
مولانا سیّد موجود عالم محبوبی مداری
مولانا سیّد اظہر علی منظری وقاری
مولانا سیّد ظفر مجیب ارغونی
مولانا سیّد نور العرفات طیفوری
مفتی ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری
مفتی الشاہ غلام یحییٰ مصباحی وقاری بلرام پور
مفتی خوشنود خاں مشربی مداری بریلی
مفتی شاہد رضا مشربی مداری بریلی
و عزت مآب مشائخ مکن پور شریف

رسالہ میں شائع ہونے والے مضامین آپ کی معلومات میں اضافہ کریں گے لیکن مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق رائے ہونا ضروری نہیں ہے

مراسلات و ترسیل زر کا پتہ
سہ ماہی رہبر نور
ہیڈ آفس مکن پور شریف کانپور انڈیا

ایڈیٹر و پبلشر و پرنٹر سید مقتدا حسین جعفری نے انشا پرنٹرس ۹۱/۲، ہیرامن کا پوروہ کانپور سے چھپوا کر دفتر رہبر نور مکن پور شریف سے جاری کیا

Evaluable on: www.hayyulmadar.com

Www.MadaariMedia.Com

مداریہ کتب خانہ
واٹسپ گروپ

MADAARI MEDIA
The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform
دم مدار بیڑا پار

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia
@MadaariMedia
@MadaariMedia
@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

اس شمارے میں

نمبر شمار	مضامین	تحریر	صفحہ نمبر
1	اداریہ		3
2	اپنا وجود یہ عدم ان کا عدم حیات ہے ایک تحقیقی مقالہ	از: سید ازبر علی جعفری شکوہی المداری	5
3	حضرت محبوب الٰہی سید نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلامی خدمات	از: سراج الدین احمد نظامی فیض آباد، ایودھیا	12
4	حضرت بابا رتن ہندی تحقیق کے تناظر میں	مفتی خوشنود خاں مداری بریلی	15
5	تاریخ مکن پور شریف اور تذکرہ مشائخ مداریہ (قسط نمبر۲)	ابوالمشرب سید مقتدا حسین جعفری	21
6	"آفتاب ولایتؓ کی جلوہ گری"	مفتی سید نثار حسین مداری	27
7	کچھ سلگتے سوال اور ان کے جواب	ابوالحماد مفتی اسرافیل حیدری	38
8	ماہ رمضان اور برکات و نعمات کی بارش	مفتی الشاہ غلام یحییٰ مصباحی	46
9	قدیم شعراء مکن پور شریف کا تاریخی اور اجمالی تذکرہ	مولانا سید محضر علی وقاری	52
10	CORONA VIRUS	ڈاکٹر آئی۔ ایچ۔ جعفری عامر مکن پوری	56
11	مام ابوالحسن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق علیہ السلام	مولانا سید فنصور مبارک جعفری مداری	60
12	رمضان المبارک کی فضیلت و اہمیت	مولانا سید طارق حسین	62

Downloaded By Madaarimedia.Com

اداریہ

آج انسانی دنیا اور انسانی سماج نہایت ہی المناک حادثات کا شکار ہے۔ آج آدھی دنیا کو ایک ایسی خطرناک بیماری نے اپنی باہوں میں جکڑ لیا ہے جسکو ''کرونا وائرس'' کا نام دیا گیا ہے۔ نصف کرۂ ارض پر ہونے والی اموات جن کا تعلق یورپ، امیکہ، ایشیا، اور افریقہ کے تمام ممالک سے ہے، ان اموات نے دنیائے انسانیت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اگر ڈاکٹروں کی تحقیقات پر غور کیا جائے تو انکے مطابق اس بیماری کا کوئی علاج نہ تلاش پانے کی بات سامنے آتی ہے۔ مشیت الٰہی کو منظور خاطر کیا ہے اور خالق کائنات کی مرضی کیا ہے؟ یہ تو رب کائنات خود ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر یہ بات روز روشن کی طرح سامنے آگئی ہے کہ دنیا کو اپنی مادی طاقتوں سے پل بھر میں نیست و نابود کر دینے کے دعوے کرنے والے ممالک آج اپنے ہی ملک کے باشندوں کی بے گور و کفن لاشوں پر آنسو بہاتے نظر آرہے ہیں۔ جو پوری دنیا کیلئے عبرت حاصل کرنے اور سبق لینے کا مقام ہے۔

آج مساجد میں اذانیں تو ہیں مگر نمازیوں کو جمع ہونے پر پابندی عائد ہے۔ ساری دنیا کو امن و آشتی کا پیغام دینے والی خانقاہوں میں روحانیت کی جلوہ گری کا آفتاب تو روشن ہے مگر ان اجالوں سے فیضیاب ہونے والے اپنے گھروں کی چہار دیواری میں قید ہیں۔ اسلام کے مراکز، حرمین شریفین اور مقدس زیارت گاہوں پر لوگوں کے آنے پر پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں۔ حج کو ٹال دیا گیا اور سرور کون و مکاں ﷺ کے مقدس آستانہ پاک پر لوگوں کو ایک ساتھ حاضری دینے کی نعمت عظمیٰ سے محروم کر دیا گیا۔ ایسے نازک اور تیرہ و تاریک دور کے ہر ہر لمحہ کو دنیا کی تاریخ نے اپنے دامن میں ہمیشہ کیلئے محفوظ کر لیا ہے۔

آج ہم دنیائے اسلام کے ہر مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والوں سے دردمندانہ اور مخلصانہ اپیل کرتے ہیں کہ اپنے نظریاتی اختلافات کا چشمہ اتار کر صرف اور صرف اسلامی نقطۂ نظر سے دنیا کے مسلمانوں کو دیکھیں اور ان کے کام آنے کیلئے اپنا اسلامی جذبہ پیش کریں۔ کیوں کہ کچھ شرپسند عناصر کسی نہ کسی گروہ یا جماعت کو نشانہ بنا کر اسلامی شریعت، اسکے مقدس قانون، اسلامی تعلیمات اور اسلام کے نظم و نسق پر پے در پے حملے کر رہے ہیں، تو ضرورت ہے ہم اپنے نظریاتی اختلافات کو ہوا نہ دیں اور اسلام کے نام پر اتحاد و اتفاق کا پیغام عام کریں تا کہ دشمنان اسلام کو دنداں شکن اور مسکت جواب دیا جا سکے۔

چیف ایڈیٹر

حمد باری تعالیٰ

بابائے قوم وملت سیّد محمد ولی شکوہ علیہ الرحمۃ والرضوان

حمد تیری کس زباں سے ہم کریں اے کردگار
تیرے خود اوصاف سے ہے تیری مدحت آشکار
قادر مطلق ہے تو، ہر شئے پہ تیرا اختیار
تو ہی ہے خالق ہمارا، تو ہی ہے پروردگار

دل دیا تو درد دے جذبات سوز وساز دے
تا حد عرش معلیٰ آہ کو پرواز دے
زندگی کا ہر نفس ہو تیری عظمت پر نثار
تو ہی ہے خالق ہمارا، تو ہی ہے پروردگار

یہ فضائیں یہ ہوائیں یہ زمین و آسماں
ماہتاب ومہر وانجم تیری قدرت کے نشان
اور گواہی دے رہی ہے گردش لیل ونہار
تو ہی ہے خالق ہمارا، تو ہی ہے پروردگار

کارسازی کے تصدق دل وہ یارب کر عطا
جن کی قسمت بن گئی ہو الفت خیر الوریٰ
آل واصحاب نبی کا بخش دے ہم کو شعار
تو ہی ہے خالق ہمارا، تو ہی ہے پروردگار

تو ہی ہے معبود برحق تو ہی ہے سب کا کفیل
چارہ ساز دل فگاراں تو ہی ہے رب جلیل
تیری الطاف وعنایت کا نہیں کوئی شمار
تو ہی ہے خالق ہمارا، تو ہی ہے پروردگار

از رہ بندہ نوازی ہم کو یہ توفیق دے
تیری الفت کے سوا دل میں نہ کچھ باقی رہے
دم بہ دم آئے یہی اپنی زباں پر بار بار
تو ہی ہے خالق ہمارا، تو ہی ہے پروردگار

ناتواں دل کا سہارا ہو ترا فضل وکرم
مرحلوں میں زندگی کے ہم رہیں ثابت قدم
ہو ہماری زیست کا تیری رضا پر انحصار
تو ہی ہے خالق ہمارا، تو ہی ہے پروردگار

آخری دل کی تمنا ہے ولی کی یا خدا
زیست ہو اسلام پر ایمان پر ہو خاتمہ
ہو یہی لب پر اٹھیں مرقد سے جب روز شمار
تو ہی ہے خالق ہمارا، تو ہی ہے پروردگار

اپنا وجود ہے عدم ان کا عدم حیات ہے

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عنوان پر ایک تحقیقی مقالہ

از: سید ازبر علی جعفری شکوہی المداری

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم۔ صدق اللہ العظیم (سورہ احزاب 6)

معزز قارئین حضرات!

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر نہ جانیں کس قدر اہل قلم حضرات نے سرمایہ سعادت نوک قلم سے صفحہ قرطاس پر جمع کیا جس کو مکین قلب وجگر کر کے اہل دل اہل نظر اہل محبت ہمیشہ سرخرو رہے ہیں امت حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ پر ہمیشہ سے مستقل رہی ہے میرے علم کے مطابق سب سے پہلے کتاب ،،تقویۃ الایمان،، میں اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ،،رسول اللہ مر کر مٹی میں مل گئے،، معاذ اللہ استغفر اللہ اسی طرح سے ایک گروپ اور نکلا جس کا ماننا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طور پر حیات ہیں نہ کہ جسمانی طور پر ایک گروپ اور نکلا جس کا ماننا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روحانی اور جسمانی دونوں طور پر حیات ہیں مگر ایسے جیسے ایک سوتا ہوا آدمی زندہ ہوتا ہے یعنی بے اختیار،، معاذ اللہ استغفر اللہ فقیر مداری محشر کی سختی سے بچنے کیلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات جسدی کے ساتھ ساتھ آپکے اختیارات وتصرفات پر اس عقیدہ کے ساتھ کچھ لکھنے کی جسارت کر رہا ہے کہ

عاصی ہے ادیب زار تو کیا محشر کا نہیں اس کو کھٹکا
بخشش کیلئے بس کافی ہے یہ نعت مدینہ والے کی

قارئین!

یقیناً موت ایک ایسا سچ ہے کہ جس کا انکار کسی بھی نظریہ اور کسی بھی مکتبہ فکر کے لوگوں نے نہیں کیا ہاں موت کے بعد اختیارات کلی کے حیات پر اعتراضات کئے گئے جیسے مقربان درگاہ الٰہی جیسے انبیاء وصدیقین وشھداء وصالحین،،موت کے بعد بھی زندہ ہو جاتے ہیں،، اور یہ زندگی حیات جسدی پر مشتمل ہے نہ کہ حیات روحانی پر کہ موت جسم کو آتی ہے نہ کہ روح کو تو زیر بحث حیات جسدی ہے نہ کہ حیات روحانی اس عقیدہ پر بعض کج فہم لاشعور بلکہ گمراہ فرقوں نے زبردست شب خون مارا ہےجبکہ قرآن نے پہلے ہی شہداء کی زندگیوں کے بارے میں سیدھا راستہ دکھلا دیا کہ بل احیاء ولکن لاتشعرون(سورہ بقرہ) بل احیاء عند ربھم یرزقون(سورہ آل عمران)

قرآن عظیم صحیفۂ لاثانی نے بالکل کلیر کر دیا کہ شہداء زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں شہید کا تیسرا درجہ ہے اور نبی کا پہلا تو جب نبی کے کلمہ کے تحفظ میں سر کٹانے والا زندہ ہے تو نبی بدرجہ اولیٰ زندہ ہوا مگر کیا کیا جائے بدنصیب خاک آلود ہوں جن کا اس پر بھی عقیدہ نہیں کہ یہ دنیائے رنگ وبو اور اسکے پرکیف نظاروں کی بقاء کا ضرور کوئی مدار ہے جس کی حیات

جاوید کی برکتوں سے جھرنوں کے یہ تبسم ریز نظارے سبک خرامی سے بل کھاتی اٹھلاتی لب ساحل پر موجیں، سبزے سے ے ہوئے میدانوں میں کوئل کی مدھر اور سریلی آواز، شفاف ریت پر بکھری چاندنی کا دلکشا منظر، پہاڑوں کی فلک بوس چوٹیوں پر برف کی جمی ہوئی پرتوں کا پگھل پگھل کر بہنا، میدانوں کے وسیع وعریض دامنوں میں ندیوں کا بہنا اور مچلنا، فرش زمین پر مخملی گھاس کے قالین ودیبا، خورشید فلک کی تمازت خیز لپٹوں سے مستفیض

نباتات کانمو، سمندر کی تہہ میں سیپ وصدف کا انبار، وسعت افلاک پر بکھرے ستاروں کی جھالریں، آسمان کی مانگ میں کہکشاں کا سندور، چودھویں کے چاند کا رخ زیبا، وسعت افلاک پر گردش کرتے سورج کی کرنوں سے روشن روشن کائنات، یقیناً اس دلیل الخیرات، مصحح الحسنات، قاطع السئیات، دافع المفسدات، مقیل العثرات، صفوح عن الزلات، علیه الصلوته والتسلیمات، کی ابدی حیات کی برکتوں سے زندہ ہے اور بفحوائے لولاک لمآ خلقت الدنیاء اے محبوب آپ کو پیدا نہ کرتا تو دنیاء کو پیدا نہ کرتا یہ تخلیق عالم من وجہ الرسول ہے اور بوئے وجہ نظام کن فکاں سے مشام دوجہاں عطر بیز ہیں صبح کنت کنزامخفیاء سے لیکر اقتربت الساعته وانشق القمر کی شام تک جس ناظر کائنات کو مازاغ البصر وماطغیٰ کا پیکر بنایا گیا ہو اب ضروری ہے کہ اول ماخلق الله نوری سے لیکر اذازلزلت الارض زلزالھا تک زندہ رہے کیونکہ اگر وجہ تخلیق کائنات ہی مرجائے تو کائنات کا کیا ہوگا اور اس گستاخ رسالت نے تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کہہ دیا کہ رسول اللہ مر کر مٹی میں مل گئے۔

(تقویۃ الایمان) تو پھر رسول اور مٹی میں فرق کیا رہا جبکہ ان اللّٰه حرم علی الارض ان تاکل اجسادالانبیاء فنبی الله حی یرزق (مشکوته شریف)

اللہ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو زمین پر کھانا حرام کر دیا ہے اور اللہ کا ہر نبی اپنی اپنی قبروں میں زندہ رہتا ہے اور انہیں رزق دیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر نبی حیات جسدی کے ساتھ زندہ ہے تو اس نبی کی زندگی کا عالم کیا ہوگا جس کے صدقہ میں تمام انبیاء علیہم السلام کی زندگیاں ہیں ہمیں تسلیم ہے کہ ماسویٰ اللہ کو موت ہے اور سرور دنیا وٗ دین، مخلوقات کا حرف اولین خدا نہیں ہے!! تو بفحوائے کل انی کل من علیھافان (سورہ رحمٰن)

ملک الموت کا در پر اجازت مانگ کر پیام اجل لانا ضروری ہے اور موت کی مسند پر جلوہ فرما ہونا لازم ہے مگر چند لمحات کیلئے پھر امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق تلوار کھینچ لیتے ہیں اور فرماتے ہیں جس نے اب کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہوگئے اس کی گردن اڑا دونگا (سیرت النبی وعام کتب سیرت) یہ عمر حیات النبی ہونے کی سند نہیں دے رہے ہیں بلکہ خدا عمر کی زبان سے زندہ نبی ہونے کی سند عطا فرما رہا ہے عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم!قال ان الله جعل الحق علیٰ لسان عمر (رواہ الترمذی) بیشک اللہ عمر کی زبان سے بولتا ہے معلوم ہوا کہ دو زندگیوں کے درمیان موت ایک دروازہ تھی ادھر زندگی ادھر زندگی بیچ میں موت کا دروازہ جو لازمی تھا اب حیات النبی کے جواز میں قرآن عظیم کی یہ آیت بھی ملاحظہ فرمالیں یکون الرسول علیکم شهیدا. (سورہ بقرہ 143)

شاہد اعظم، نور دیدہ ابراہیم وآدم، صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک ہماری عبادت پر ہماری ریاضت پر ہماری عصیاں شعاری ہر ہماری گنہگاری پر ہمارے اچھے برے اعمال پر گواہ بنا کر بھیج دیا گیا تو پھر جو گواہ ہوگا اس کا موجود ہونا اور زندہ ہونا لازم کہ مردے گواہی نہیں دیتے ہیں حیات النبی کے دلائل میں جہاں جہاں قرآن کریم شاہد ہے وہیں وہیں پر احادیث نبویہ

عقائد الصحابہ وواقعات الصالحین بیانگ دہل جواز حیات جسمانی پر قصیدہ خواہاں ہیں تمہید میں واضح ہوگیا کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں مزید چند دلائل احادیث وآثار سے پیش کر رہا ہوں۔

حدیث نمبر: 1

عن ابی هریره قال قال النبی صلی الله علیه وسلم مامن احد یسلم علی الاردھاللّٰه علی روحی حتی اردوعلیه السلام.

(مشکوۃ شریف 86)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب بھی کوئی مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالی میری روح کو لوٹا دیتا ہے پھر میں اس کے

سلام کا جواب دیتا ہوں۔

قارئین حضرات!

کیا مردہ بھی بولتا ہے؟ یا روح بولتی؟ جسم بولتا ہے اور جب اس میں روح ہوتی ہے اور نبی فرماتے ہیں حتی ارد علی السلام نبی سلام کا جواب دیتے ہیں۔

حدیث نمبر:2

مامن مسلم یسلم فی شرق ولافی غرب الاوانا وملٰئکته ربی نرد علیه السلام۔ (القول البدیع 156)

مشرق ومغرب میں جو بھی مسلمان مجھ پر درودوسلام بھیجتا ہے میں اور میرے رب کے فرشتے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں علامہ تقی ا ین سبکی ان روایات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ **قد تضمنت الاحادیث المتقدمه ان روح النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ترد علیه وانه یسمع ویرد السلام.** (شفاء السقام)

ترجمہ: احادیث مبارکہ اس بات پر متضمن ہیں کہ حضور کی روح پاک آپ پر لوٹادی گئی اور آپ سلام کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں مذکورہ وضاحت کے بعد ایک علمی نکتہ بھی سمجھتے چلیں مذکورہ حدیث شریف میں **ومامن احد** کے الفاظ ہیں جن میں ما عام لفظ ہے جو مخلوقات جن وانس ملائکہ سب کو شامل ہے نظام کائنات میں کہیں دن ہے کہیں رات اس طرح سے نمازوں کے اوقات بھی ہر وقت موجود رہتے ہیں پس جس طرح وقت کا نظام تسلسل کے ساتھ چل رہا ہے پس اسی طرح سے سلام کے پڑھے جانے کا سلسلہ بھی بغیر انقطاع کے چل رہا ہے کائنات میں کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں آپ پر سلام نہ بھیجا جارہا ہو اور آپ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اسمع صلوتها اهل محبتی واعرفهم. (مرقات شرح مشکوٰۃ)

میں محبت والوں کا درود خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا بھی ہوں اور سنتا ہی نہیں بلکہ ارد السلام اور جواب بھی دیتا ہوں تو واضح ہو گیا کہ روح ایک لمحہ بھی جسم اقدس سے جدا نہیں ہوتی ہے تو پھر ممات کا عقیدہ خالص گمرہی

حدیث نمبر:3

سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم والذی نفسی بیده لینزلن عیسیٰ ابن مریم ثم لئن قام علیٰ قبری فقال یامحمد لاجیبنه. (الحاوی للفتاوی جلد 2 ص 148)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم تم میں ضرور تشریف لائینگے پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر یا محمد کہیں گے تو میں ضرور جواب دونگا۔

قارئین!!

آپ نے ملاحظہ فرمایا؟ سرکار ارشاد فرمارہے ہیں کہ **لاجیبنه** میں ضرور جواب دونگا کیا مردہ جواب دے سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی زندہ ہیں جیسے حضرت آمنہ کی آغوش سے حضرت عبد المطلب کی آغوش تک آغوش عبد المطلب سے حضرت ابوطالب کے کاندھوں تک حضرت ابوطالب کے کاندھوں سے کاشانۂ نبوت تک کاشانۂ نبوت سے جبل حراء کے غار تک جبل حراء کے غار سے کوہ صفا تک کوہ صفا سے حرم کعبہ تک حرم کعبہ سے طائف کے بازار تک مکہ کی چراگاہوں سے ملک شام کی تجارت گاہوں تک اور ازواج مطہرات کے حجروں کی خلوت گاہوں سے مصلے پر متورم پاؤں کی استقامت سے لیکر سجدوں میں رونے تک وصال یار کے لمحات لامکاں سے اسلامی غزوات کی رزم گاہوں تک غزوات سے لے کر عرصۂ حیات تک جیسے نبی زندہ تھے وفات کے بعد بھی تمام اختیارات وتصرفات کے ساتھ ایسے ہی زندہ ہیں اور رہیں گے وہ دیتے بھی ہیں بولتے بھی ہیں سنتے بھی ہیں

کھاتے بھی ہیں نمازیں بھی پڑھتے ہیں ہم اہل سنت اس صداقت پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ

کرشمہ اختیار دیکھو یہ ہم غریبوں سے پیار دیکھو
ادھر جو تڑپا ہے دل ہمارا ادھر نبی کو خبر ہوئی ہے

حدیث نمبر:4

من صلی علی فی یوم الجمعته ولیلته الجعته قضی اللّٰہ له مآته حاجته سبعین من حوائج الآخرته و ثلاثین من حوائج الدنیاء ثم یو کل اللّٰہ بذالک ملکا یدخله فی قبری کمآ یدخل علیکم الھدایا یخبرنی بمن صلی اللّٰہ علی باسمه و نسبه الیٰ عشیرته فاثبته عندی فی صحیفته بیضاء.

(زرقانی علی المواھب 5 /332)

ترجمہ: جومجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے درود پڑھتا ہے اللہ اسکی سوضرورتیں پوری کرتا ہے ستر آخرت کی اور سواس دنیا کی پھر اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک فرشتہ مقرر کردیتا ہے جوکہ میری قبر میں درود اس طرح پیش کرتا ہے جس طرح ہدیے اور تحفے پیش کئے جاتے ہیں وہ مجھے اس آدمی کے نام ونسب کی اس کے خاندان سمیت خبر دیتا ہے پس میں اس کو اپنے پاس سفید صحیفے میں لکھ لیتا ہوں بتائیں! کیا مردہ لکھ سکتا ہے؟ یا روح لکھتی ہے؟ نہیں ہرگزنہیں ہرگزنہیں بلکہ جسم لکھتا ہے جب اس میں روح ہوتی ہے تو نبی ایسے زندہ ہیں جیسے پہلے زندہ تھے۔

حدیث نمبر:5

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم ان الملئکته سیاحین فی الارض یبلغون عن امتی السلام.

(مشکوته شریف 86)

پہونچایا اسے جاتا ہے جوزندہ ہوتا ہے۔

حدیث نمبر:6

صلوا علی وسلموا حیث ماکنتم فیبلغنی سلامکم و صلوتکم. (الخصائص الکبریٰ)

ترجمہ: تم جہاں کہیں سے مجھ پر درود وسلام پڑھو تمہارا وہ سلام مجھ تک پہونچ جائیگا۔

حدیث نمبر:7

حضرت امام حافظ ابوبکر بن احمد بن احمد بن حسین بن علی البیہقی اپنی کتاب حیات الانبیاء فی قبورھم میں و مسند ابو جعلاء کی حدیث نمبر 3425 اس باب میں ہے قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلونانبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔او کماقال علیه السلام

سرکار وصال کے بعد بھی سنتے ہیں

حدیث نمبر:8

اکثرو االصلٰوته علی یوم الجمعه فانه یوم مشھود تشھدو االملئکته لیس من عبد یصلی علی الابلغنی صوته حیث کان قلناوبعد وفاتک قال و بعد وفاتی انّ اللّٰہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجسادالانبیاء.

(حجته اللّٰہ علی العالمین 713)

ترجمہ: جمعہ کے دن مجھ پر درود پڑھنے کی کثرت کرو بیشک جمعہ کا دن یوم مشھود ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو آدمی مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کے درود پڑھنے کی آواز مجھ تک پہونچتی ہے خواہ وہ دنیاء کی کسی جگی پڑھے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ کے وصال فرمانے کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں میری وفات کے بعد بھی بیشک اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کردیا اسی ضمن میں حضرت سلام بن حکیم کہتے ہیں کہ

رائت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم قلت یارسول اللہ ھوئلاالذین یاتونک یسلمون علیک اتفقہ سلامھم قال نعم وردا علیھم. (القول البدیع)

میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی میں نے دریافت کیا یا رسول یہ جو لوگ حاضر ہوکر سلام کرتے ہیں کیا آپ اس کو سمجھتے ہیں حضور نے فرمایا ہاں سمجھتا ہوں اور انکے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں کچھ لوگ سلام کا جواب سنتے بھی ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم بن شیبانی کہتے ہیں:

حججت فجئت المدینہ فتقدمت الی القبر الشریف فسلمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسمعتہ من داخل الحجرتہ یقول وعلیک السلام. (القول البدیع ص 60)

میں حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور میں نے قبر شریف کے پاس جا کر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریف کے اندر وعلیک السلام کی آواز سنی اب یہ آواز کیا ہے؟ معاذ اللہ کیا مردے بھی بولتے ہیں؟ یا روح بولتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ جسم بولتا ہے جب اس میں روح ہوتی ہے۔

قارئین حضرات!

مندرجہ بالا حدیث نمبر (8) میں بلغنی صوتہ کے الفاظ قابل ذکر ہیں کہ اس درود پڑھنے والے کی آواز مجھ تک پہونچتی ہے اس میں دور ونزدیک دونوں شامل ہیں اور خود سرکار کا سننا ثابت ہے جو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمدہ دلیل ہے اچھا یہ

بتائیں التحیات میں جو السلام علیک ایھا النبی ہے وہ صیغۂ خطاب ہے کہ نہیں؟ اور یہی صیغۂ خطاب حضور کی ظاہری حیات سے لے کر قیامت تک رہے گا جو حیات النبی ہونے کی عمدہ دلیل ہے نبی حیات نہ ہوتے تو یہ صیغۂ خطاب بدل دیا گیا ہوتا مگر صبح قیامت تک ایسے ہی نبی کو امت سلام کرتی رہے گی جیسا کہ علامہ ابن قیم لکھتے ہیں ھذاالخطاب والندائل موجودیسمع (رسالتہ الروح لابن القیم) یہ خطاب اور ندا ایسے موجود کیلئے درست ہے کہ جو سنتا ہو یہ تمام امور حیات کا تقاضہ کرتے ہیں اس لئے امام اسمٰعیل بن یوسف نبھانی اس بارے میں فرماتے ہیں:

حتی ان بعض الاولیاء سمعوا علیٰ سبیل الکرامتہ ردہ السلام علیھم عند قولھم السلام علیک ایھاالنبی ورحمتہ اللہ و برکاتہ ولااستحالتہ فی ذالک ججلان الذی اطلعہ علی الغیب واسمعہ کلام من یخاطب من بعید و قریب وھواللہ تعالی ولافرق عندہ تعالیٰ بین ایکون ذالک فی حیاتہ و بعد مماتہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد صح انہ حی فی قبرہ.

(شواھدالحق 287)

مضمون کی طوالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان چند احادیث پر اکتفاء کرتا ہوں جبکہ اس باب میں بہت سی احادیث مروی ہیں اس کے بعد حضرات صحابہ کرام تابعین وصلحاء کے چند واقعات کو بیان کررہا ہوں جنکا کامل ایمان تھا کہ رسول اللہ حیات النبی ہیں۔

نمبر (1)

وفات سے پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر نے وصیت فرمائی تھی میرے تابوت کو حضور علیہ السلام کے روضۂ انور کے قریب لاکر رکھ دینا اور السلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر عرض کرنا کہ حضور ابوبکر آپ آستانہ عالیہ ہر حاضر ہوا ہے اگر اجازت ہوئی تو دروازہ کھل جائیگا اور مجھے اندر لے جانا وگرنہ جنت البقیع میں دفن کردینا راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکر کی وصیت پر عمل کیا گیا ابھی وہ جملے پایۂ اختتام کو نہ پہونچے تھے کہ آواز آئی

حبیب کو حبیب کی طرف لے آؤ۔ (شواہد النبوۃ)

السلام علیک یارسول اللّٰہ ھذاابوبکر بالباب فاذالباب قدانفح وھاتف یھتف من القبر ادخلواالحبیب الی الحبیب رسول اللہ آپ کا یار غار آپکے دروازے پرآ گیا ہے تو روضۂ اقدس کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور روضۂ اقدس سے آواز آئی کہ یار کو یار کے پاس جلدی پہونچاؤ۔ (تفسیر کبیر جلد 5 ص 464)

بتاؤ حیات النبی ہیں کہ نہیں؟ ارے کسی مردے کی قبر سے آواز نہیں آتی ہے جو زندہ ہوتا ہے وہی بولتا ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تو تھا ہی تھا حضرات صحابہ کا بھی یہی عقیدہ تھا ورنہ عرض کرتے امیر المومنین یہ کیسے ممکن ہوسکتا جب کہ رسول اللہ کا انتقال ہو چکا مگر صحابہ جانتے تھے کہ نبی زندہ ہیں۔

دلیل نمبر (2)

حضرت سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ جب یزید بن معاویہ نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا مسجد نبوی شریف میں گھوڑے باندھے جس کو ایام حرہ کہتے ہیں تو تین دن تک مسجد نبوی شریف میں نہ اذان ہوءنہ جماعت اور حضرت سعید بن مسیّب روضہء رسول میں چھپ کر بیٹھے تھے وکان لایعرف وقت الصلوٰتہ الا بھمھتہ یسمعھا من قبر النبی علیہ السلام اور وہ نماز کا وقت نہیں پہچانتے تھے مگر جب نماز کا وقت ہوتا تھا امام الانبیاء کی قبر انور سے اذان کی آواز آتی تھی۔

نمبر (3)

تفسیر مدارک اور خزائن العرفان میں ہے کہ ایک شخص حضور کے وصال کے بعد قبر انور پر حاضر ہوا اور رو رو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں سیہ کار ہوں اور گنہگار ہوں ولو انھم اذظلموا انفسھم جاؤک فاستغفر اللّٰہ واستغفر لھم رسولا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو قبر انور سے آواز آءفنودی من قبرہ لقد غفرلک کہ تجھے بخش دیا گیا اللہ اللہ۔

واقعہ نمبر (4) جسے دیوبندی مکتبہ فکر کے بڑے عالم مولانا شیخ زکریا کاندھلوی اپنی کتاب فضائل اعمال کے فضائل درود باب میں واقعہ نمبر 12 صفحہ (166) پر اور کتاب فیضان سنت کے صفحہ نمبر 556 پر ہے مصافحہ اور معانقہ کی سنتیں اور آداب، میں 555 ہجری کا ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک صوفی بزرگ شیخ سید احمد کبیر رفاعی قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ جب میں مصر میں تھا تو میری روح آ کر حاضری دیتی تھی اب معاملہ جسموں کا ہے یا رسول اللہ قبر شریف سے ہاتھ نکالئے میں بوسہ دونگا نوے ہزار لوگوں کی موجودگی میں دست مبارک باہر نکلا اور شیخ سید احمد کبیر رفاعی نے بوسہ دیا اسی واقعہ کو بنیان المشید کے مصنف نے حضرت شیخ الاسلام کمال ا ین امام کاملیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے امام علامہ شیخ شمس ا ین جزری سے انہوں نے نے شیخ امام زین ا ین مراعی سے انہوں نے شیخ الشیوخ شجاع و محدث و واعظ و فقیہ و مقرر و مفسر امام مقتداو حجت شیخ عزا ین احمد فاروقی سے انہوں نے اپنے وا استاد اصیل علامہ جلیل شیخ ابو اسحٰق فقرائے ابراہیم فاروقی سے اور انہوں نے اپنے وا امام فقہاؤ محدثین شیخ فقرائے اکابر علمائے عاللین شیخ عزا ین عمر ابو الفرج قدس سرھم اجمعین سے روایت کیا ہے 555 ہجری کے حج میں میں اپنے شیخ و ملجاء اور اپنے سردار ابو العباس قطب وغوث شیخ سید احمد رفاعی حسینی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا اس سال آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے حج کی سعادت نصیب ہوئی تھی جب حضرت رفاری مدینہ پہونچے تو لوگوں کی موجودگی میں بلند آواز سے عرض کیا السلام علیک یاجدی تو حضور نے فرمایا وعلیک السلام یاولدی اس جواب کو مسجد نبوی شریف میں موجود سبھی حضرات نے سنا اور یہ سنکر سید احمد رفاعی پر جذب طاری ہو گیا آپ تھرا اٹھے آپ کا رنگ زرد پڑ گیا گریہ وزاری کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے دیر تک سسکیاں لیتے رہے پھر عرض کیا اے جد کریم فی حالتہ البعد روحی کنت ارسلھا تقبل الارض عنی وھی نائبتی وھذادولتہ

الاشباح قد حضرت فامدد یمینک تحظی بھا شفتی اے جد کریم دوری کی حالت میں میں اپنے خیال وروح کو بھیجا کرتا تھا جو میری نیابت میں آستاں بوسی کرتے تھے اور آج یہ دور افتادہ خود در دولت پر حاضر ہے لہٰذا آپ اپنے دست کرم کو دراز فرمائیں تاکہ میرے لب دست بوسی کی سعادت حاصل کرسکیں تو رسول اللہ نے اپنے معطر دست مبارک کو قبر انور شریف سے باہر نکالا جسے نوے ہزار زائرین کے ہجوم میں امام رفائی نے چوما یہ سارے لوگ دست مبارک کو دیکھ رہے تھے اس وقت مسجد میں حجاج کرام کے درمیان شیخ حیات بن قیس حرانی شیخ عبدالقادر جیلانی (حضرت غوث اعظم مقیم بغداد) شیخ خمیس اور شیخ عدی بن مسافر شامی وغیرہ بھی موجود تھے اللہ تعالی ہم سب کو ان حضرات کے علوم و اسرار سے نفع بخشے ہم نے بھی ان حضرات کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ دست شریف کی زیارت کی.... الخ (بنیان المشید ص 8) اللہ اللہ یہ ہے حیات النبی کی زندہ و جاوید دلیل۔

واقعہ نمبر (5)

شہنشاہ ولایت قطب وحدت حامل مقام صمدیت واصل مقام محبوبیت حضرت سیدنا سید بدیع شیخ احمد قطب المدار رضی اللہ عنہ نے جب پہلا حج ادا فرمایا توجہ بیت اللہ سے فارغ ہوکر گنبد خضریٰ کی سنہری جالیوں سے مستفیض و مستفید ہوئے حضوری ہوئی

سرکار مدار ماتھے کی آنکھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے بدیع ا ین احمد ہندوستان جاؤ ہندوستان کو تمہاری رہبری کی ضرورت ہے چنانچہ حکم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سنکر آپ عازم ہندوستان ہوئے سمندری راستہ اختیار فرمایا جس کشتی پر آپ سوار تھے آپ کے علاوہ سبھی غیر مسلم تھے آپ نے تبلیغ شروع کردی اور یہ تبلیغ ان کفار پر سخت گراں ہوئی آپ کو سخت وست کہنا شروع کردیا غیرت الٰہی کو یہ گوارہ نہ ہوا کہ اس کے دوست کو ایذا پہونچائی جائے سمندر میں طوفان آیا کشتی پاش پاش ہوگی تمام سوار ڈوب کر مر گئے حضور قطب المدار رضی اللہ عنہ ایک تختے کے سہارے گیارہ دن کے بعد ساحل مالابار (گجرات) پر آلگے کنارہ پر ایک شخص نے آکر کہا السلام علیک یا بدیع ا ین آپ نے فرمایا آپ میرا نام کیسے جانتے ہو انہوں نے کہا کہ آپ کے نام سے کون واقف نہیں ہے چلئے حضور رحمت عالم آپ کو بلا رہے ہیں سرکار قطب المدار جب کچھ قدم دیکھا ایک سفید نورانی محل ہے جس کے دروازے پہرہ دار مقرر ہیں جب آپ اندر داخل ہوئے تو سرکار کائنات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس ایک نورانی تخت پر جلوہ فرما ہیں فرماتے ہیں کہ اے بدیع ا ین آؤ! بدیع ا ین احمد قطب المدار قریب ہوئے تو خوان بہشتی آئے ایک میں طعام ملکوتی اور ایک میں حلہ بہشتی تھا سرکار قطب المدار کو رسول اللہ نے اپنے دست اقدس سے نو لقمہ طعام ملکوتی (شیر برنج اور مالیدہ) کھلائے اور لباس بہشتی زیب تن فرمایا اور چہرہ پر دست اقدس پھیر دیا تو چہرہ آفتاب کے مانند ہوگیا آپ (قطب المدار) چہرہ پر سات نقابیں ڈالتے تھے (ملخصا)

(عام کتب سیر و سوانح قطب المدار)

مندرجہ بالا واقعات اور تمام احادیث نبویہ و آیات قرآنیہ سے ثابت ہے کہ حضور فخر کونین، تاجدار حرمین محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد وفات بھی اپنے تمام اختیارات و تصرفات کے جسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں حیات جاوید ہیں اللہ تبارک تعالیٰ ہر مسلمان کو حق کہنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

رہبر نور میں شائع ہونے والے تاریخی تحقیقی اور حقائق سے لبریز مضامین پر اپنی محققانہ اور منصفانہ رائے سے ہمیں نوازیں، ہم آپ کی رائے کو "آپ کے تاثرات" کے کالم میں جگہ دیتے ہوئے شائع کریں گے۔

سید ازبر علی جعفری شکوہی المداری
خادم آستانۂ قطب المدار
دارالنور مکن پور شریف ضلع کانپور یوپی انڈیا
9648180965

حضرت محبوب الٰہی

سید نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلامی خدمات

از: سراج الدین احمد نظامی فیض آباد، ایودھیا

۱۳۶ھ المیلاد......................۷۲۵ھ المتوفیٰ

حضرت محبوب الٰہی شیخ المشائخ خواجہ فرید الدین گنج شکر کے خلفاء میں سے تھے، آپ کا نام محمد بن احمد بن علی بخاری اور آپ کا لقب سلطان المشائخ نظام ا ین اولیاء تھا اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب اور مقرب تھے آپ کی برکات کے اثرات سے ہندوستان لبریز ہے، آپ کے دادا علی بخاری اور نانا خواجہ عرب دونوں اکٹھے بخارا سے لاہور تشریف لائے، یہاں ایک عرصۂ طویل رہنے کے بعد بدایوں آ گئے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی آپ کم عمر ہی کے تھے کہ آپ کے وا ماجد خدا کو پیارے ہوگئے جن کا مدفن بدایوں ہی میں ہے۔ حضرت محبوب الٰہی شیخ نظام ا ین اولیاء جب کچھ بڑے ہوئے تو آپ کی وا ہ محترمہ نے آپ کو ایک مدرسہ میں برائے حصول تعلیم داخل کر دیا جہاں آپ نے قرآن کریم اور اس کے علاوہ دوسری کتابیں پڑھنا شروع کیں، آپ کی عمر تقریباً بارہ برس کی رہی ہوگی تب وقت آپ لغتِ علم ادب پڑھ رہے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ملتان کے ایک غزل خواں بنام ابوبکر آپ کے استاذ کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں نے شیخ بہاء ا ین زکریا کے سامنے مجلسِ سماع میں یہ شعر پڑھا تھا۔ "لقد لسعت حیة الھویٰ کبدی" (محبت کے سانپ نے میرے دل کو ڈس لیا ہے) اور کہنے لگا کہ مجھے اس شعر کا دوسرا مصرعہ یاد نہیں رہا شیخ نظام ا ین اولیاء نے فوراً دوسرا مصرعہ پڑھ کر سنایا۔ "لا طبیب لہا ولا راقی" (اس کے لئے نہ کوئی طبیب ہے جو علاج ومعالجہ کر کے اسے دور کر دے اور نہ کوئی منتری ہے جو جھاڑ پھونک کر کے اس کے اثرات کو دل سے دور کر دے) اس کے بعد اس غزل خوان نے شیخ بہاؤا ین زکریا کی تعریفوں کے پل باندھ دیئے اور کہنے لگا کہ ان کے یہاں ذکر وشغل کی یہ حالت ہے کہ آپ کے وہاں چکی پیسنے والے مرد اور عورتیں بھی ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور اسی قسم کی بہت سی باتیں بیان کرتا رہا لیکن ان میں سے کسی بات نے بھی شیخ نظام ا ین اولیاء کے دل پر اثر نہ کیا پھر اس غزل خواں نے کہا کہ میں وہاں اجودھن (موجودہ پاکپٹن) پہنچا وہاں میں نے طریقت کا ایک بادشاہ دیکھا جو ایسا اچھا اور بہترین ہے (یعنی بابا گنج شکر کے مختلف قسم کے فضائل بیان کئے) غزل خواں کی یہ باتیں سنتے ہی خواجہ نظام ا ین اولیاء کے دل میں شاہِ اجودھن کی محبت وارادت نے جگہ کر لی اور ان کی طبیعت پر ایک کیف اور خود رفتگی سی طاری ہوگئی اور اسی وقت سے خواجہ نظام ا ین اولیاء کے دل میں شیخ فرید ا ین گنج شکر کی محبت پیوست ہوگئی اور ان کے دیدار کی پیاس روز بروز بڑھتی رہی چنانچہ اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے شیخ فرید کی ملاقات کا تصور ان کے ذہن میں رہنے لگا، پھر بدایوں سے آپ بغرض حصول تعلیم دہلی تشریف لائے اور صدر ولایت شمس الملک کے تلامذہ اور شاگردوں کے زمرہ میں داخل ہو کر مقامات حریری پڑھی، اسی طرح علم حدیث بھی آپ ہی سے حاصل کیا (آپ چونکہ علم منطق میں بڑے ماہر تھے) اس لئے دوسرے طالب علم آپ کو نظام ا ین منطقی کہا کرتے

تھے یہاں سے فراغتِ تعلیم کے بعد شیخ فریدا ین کے شوقِ ارادت میں آپ پاک پٹن تشریف لے گئے اس وقت آپ کی عمر بیس سال کی تھی پاک پٹن پہنچ کر آپ نے شیخ فرید سے قرآن کریم کے چھ پارے تجوید کے ساتھ پڑھے، عوارف کے چھ باب کا درس لیا، تمہید ابوشکور سلمی اور بعض دیگر کتب بھی شیخ فریدا ین سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ نظام ا ین اولیاء فرمایا کرتے تھے کہ شیخ فریدا ین سے جب مجھے شرف پابوسی حاصل ہوا اس وقت اول ملاقات میں شیخ نے یہ شعر پڑھا تھا۔

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ

سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

(تیری فرقت اور جدائی کی آگ نے کئی دلوں کو کباب کردیا اور تیرے شوق کی آگ نے کئی جانیں خراب کردیں)

اس کے بعد میں نے چاہا کہ آپ کی خدمت میں حاضری کے شوق کو ظاہر کروں لیکن آپ کا خوف مجھ پر اس طرح غالب آیا کہ صرف اتنا ہی کہہ سکا کہ ملاقات کا شوق بے انتہا غالب تھا پھر مجھ پر خوف کے آثار دیکھ کر فرمایا ہر نئے آنے والے کو دہشت ہوتی ہے اسی دن میں نے آپ سے بیعت کی اور پھر پوچھا کہ اب کیا ارشاد ہے؟ کیا پڑھنے کا سلسلہ ختم کر کے اب اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاؤں؟ فرمایا کہ ہم کسی کو حصول تعلیم سے منع نہیں کرتے وہ بھی کرو اور یہ بھی کرو پھر دیکھو غالب کون آتا ہے، نیز فقیر اور درویش کے لئے کچھ علم بھی ضروری ہے اس کے بعد شیخ نظام ا ین اولیاء نعمت خلافت حاصل کر کے دہلی واپس آگئے، پیرومرشد شیخ فریدا ین گنج شکر کے پاس آپ دہلی سے پاک پٹن تمام عمر میں تین مرتبہ گئے، شیخ فریدا ین کے انتقال کے وقت خواجہ نظام ا ین اولیاء اتفاقاً اسی طرح موجود نہ تھے جس طرح کہ شیخ فریدا ین گنج شکر اپنے مرشد خواجہ قطب ا ین بختیار کاکی کے وصال کے وقت ان کے پاس موجود نہ تھے اور اسی طرح خواجہ قطب ا ین بختیار کاکی اپنے شیخ حضرت خواجہ معین ا ین چشتی کے انتقال کے وقت ان کے پاس موجود نہ تھے اس واقعہ کے بعد باشارۂ غیبی خواجہ نظام ا ین اولیاء دہلی چھوڑ کر اس کے قریب بستی غیاث پور میں قیام پذیر ہو گئے جہاں آپ کی خانقاہ بھی ہے۔

خواجہ نظام ا ین اولیاء نے ایک بار فرمایا کہ جب معزا ین کیقباد نے وہاں ایک نیا شہر آباد کرنا چاہا تو اس وقت لوگ بڑی کثرت سے میرے پاس آنے لگے، یہاں تک کہ بادشاہ، رئیس وامیر سبھی لوگ میری طرف رجوع کرنے کرنے لگے تو میرے دل میں خیال آیا کہ اب یہاں سے بھی چلنا چاہئے میں اسی خیال میں تھا کہ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد میرے پاس ایک نازک اندام خوبصورت آدمی آیا اور اس نے یہ شعر پڑھا۔

آں روز کہ مہ شدی نمی دانستی

کانگشت نمائے عالمے خواہی شد

(یعنی جب آپ ماہتاب بنے تھے اس وقت یہ کیوں نہ سمجھا کہ تم دنیا کے انگشت نما بنو گے)

پھر اس جوان نے کہا کہ طریقہ یہ ہے کہ اول تو مشہور ہی نہ ہونا چاہئے، اور اگر شہرت عام ہو جائے تو پھر اس طرح رہنا چاہئے کہ کل کو محشر کے میدان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے، پھر فرمایا کہ یہ قوت اور حوصلہ کی بات نہیں کہ مخلوقِ خدا سے پوشیدہ ہو کر خدا کی یاد کی جائے جب اس سیم تن نے اپنی تمام باتیں کہہ لیں تو میں اس کے لئے کچھ کھانا لایا لیکن اس نے کچھ نہ کھایا اس وقت میں نے اپنے دل سے عہد لیا کہ اب یہاں سے کسی اور جگہ نہ جاؤں گا پھر اس نے تھوڑا سا پانی پیا اور چلا گیا، اس

روز کے بعد آج تک پھر میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا، غرضیکہ شیخ نظام ا ین اولیاء نے جب وہاں رہنے کا پختہ ارادہ کرلیا تو خدائے تعالیٰ نے انہیں کافی مقبولت دی عام وخاص سب لوگ آپ کی طرف رجوع کرنے لگے اس کے بعد دستِ غیب اور فتوحات کے دروازے آپ پر کھل گئے اور ایک جہاں اللہ تعالیٰ کے

احسان وانعام کی مدد آپ کے ذریعے فائدہ حاصل کرنے لگا۔ آپ کا اپنا حال یہ تھا کہ تمام اوقات ریاضت اور مجاہدہ میں گزارتے، ہمیشہ روزہ رکھتے اور افطار کے وقت تھوڑا سا پانی پی لیتے بوقتِ سحری عام طور پر کچھ نہ کھاتے، خادم جب کہتے کہ آپ نے افطار کے وقت بھی تھوڑا سا چکھا تھا اگر سحری میں بھی نہ کھائیں گے تو کیا حال ہوگا ضعف اور کمزوری میں روز بروز اضافہ ہوتا جائے گا خادموں کی یہ باتیں سننے کے بعد رو کر فرماتے بہت سے مسکین اور درویش مسجدوں اور بازاروں میں بھوکے پڑے فاقہ کر رہے ہیں اب بتاؤ ان کی حالت دیکھ کر یہ کھانا میرے حلق کے نیچے سے کیسے اترے گا تب خادم مجبوراً آپ کے سامنے سے سحری کا کھانا اٹھا لیتے تھے۔

خواجہ امیر کرد کرمانی لکھتے ہیں کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ غیاث پور کے قیام سے پہلے میں کیلوکھری کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے جایا کرتا تھا، گرم ہوائیں چلتی تھیں اور مسجد کا فاصلہ ایک کوس (تین کلومیٹر) تھا اور میں روزے سے تھا مجھے چکر آنے لگے اور میں ایک دکان پر بیٹھ گیا میرے دل میں خیال گزرا کہ اگر میرے پاس سواری ہوتی تو اس پر سوار ہو کر جاتا بعد میں شیخ سعدی کا یہ شعر میری زبان پر آیا۔

ماقدم از سرکنیم درطلب دوستاں

راہ بجائے برو ہر کہ باقدام رفت

میں نے اس خیال سے توبہ کی اس واقعہ کو تین روز گزرے تھے کہ خلیفہ ملک یار پراں میرے لئے ایک گھوڑی لیکر آیا اور مجھ سے کہا اسے قبول کیجئے میں نے اس سے کہا کہ تم خود ایک درویش ہو میں تم سے یہ کیسے قبول کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تین راتوں سے میں برابر خواب دیکھ رہا ہوں کہ میرے شیخ مجھ سے برابر فرمارہے ہیں کہ فلاں شخص کے پاس گھوڑی لیکر جاؤ میں نے کہا بے شک تمہارے شیخ نے تم سے کہا ہے لیکن اگر میرے شیخ بھی مجھ سے کہیں گے تو یہ گھوڑی میں تم سے لے لونگا۔ اسی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ شیوخ العالم حضرت فریدا ین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ ملک یار پراں کی دلجوئی کے لئے وہ گھوڑی قبول کرلو دوسرے روز وہ گھوڑی لیکر آیا تو میں نے اسے فرستادۂ حق سمجھ کر قبول کرلیا۔

(سیر الاولیاء صفحہ ۲۴۶)

سلطان المشائخ حضور خواجہ نظام ا ین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تمام مشائخ عظام اور بزرگوں پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس)

طالب دعاء

سراج الہ ین احمد نظامی عفی عنہ

وائس پرنسپل دار العلوم بہار شاہ فیض آباد، ایودھیا

RAHBARE NOOR MAKANPUR SHARIF

Evaluable on: www.hayyulmadar.com

حضرت بابا رتن ہندی رض تحقیق کے تناظر میں

مفتی خوشنود خاں مداری بریلی

ہندوستان کا ایک گاؤں ہے بھٹنڈہ وہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی گزرے ہیں۔ ہندی صحابی جن کا نام ہے حضرت بابا رتن ہندی انہوں نے سات سو سال کی عمر پائی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے زیادہ عمر پانے والے حضرت بابا رتن ہندی تھے۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن تھا اُس وقت ان کی جوانی تھی۔ یہ انڈیا سے ملک شام تجارت کیلئے جاتے تھے۔ جب یہ مسلمان ہوگئے تو ان کے پاس کچھ لوگ آئے انہوں نے کہا کہ آپ کیسے مسلمان ہوئے کیسے صحابی بنے کیونکہ آپ ہندو تھے حضرت بابا رتن نے ان کو بتایا کہ میں نوجوان تھا ہندوستان سے ملک شام تجارت کی غرض سے جاتا تھا۔ اور مکہ مکرمہ سے میرا گزر ہوتا تھا۔ مکہ مکرمہ کے قریب ایک وادی تھی اُس وادی میں مکہ کے لوگ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ اس وادی میں ایک نہر تھی جیسے پہاڑی نالے ہوتے ہیں۔ میرا وہاں سے گزر ہوا سخت بارش ہو رہی تھی اور نالے چڑھ کر بہہ رہے تھے میں نے دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت اور حسین بچہ جیسے چودھویں رات کا چاند ہو بکریاں چرا رہا تھا میں نے دیکھا کہ بکریاں کود کر چھلانگ لگا کر آگے گزر گئیں چونکہ وہ بڑا نالہ ہے وہ بچہ چھوٹا ہے وہ نالے سے گزر نہیں سکتا۔ کسی کے انتظار میں ہے کوئی آئے اور اُسے کندھوں پر اٹھا کر نالہ پار کرادے میری خوش نصیبی کہ میں وہاں پہنچا میں نے پوچھا کیا آپ نالہ پار کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے سر ہاں میں ہلایا میں سمجھ گیا اشارے سے میں نے ان کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر نالہ پار کروادیا فرماتے ہیں میں ان کی زبان تو نہ سمجھا مگر اُس چھوٹے بچے نے اپنی بولی میں مجھے دعا دی کہ اللہ تیری عمر دراز کرے ایسا انہوں نے سات مرتبہ کہا کہتے ہیں ہم وہاں سے گئے اور سوچتے ہی رہ گئے کہ کتنا خوبصورت بچہ اور کیسے خوبصورت عادات ہیں۔ بچوں میں شعور نہیں ہوتا یہ کوئی غیر معمولی بات ہے خیر ہم گئے ایک دن ہم جنگل میں اپنے گاؤں بھٹنڈے میں بیٹھے تھے دیکھا کہ اچانک چاند دو ٹکڑے ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے ہم کو عجیب تشویش ہوئی یہ کیا واقعہ ہوا ایک روز عرب سے کچھ تجار آئے ان سے پوچھا تو انہونے بتایا کہ مکہ میں ایک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نامی نوجوان رہتا ہے اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بڑے بڑے معجزات دکھاتا ہے ایک دن کافروں نے ان کو کہا اگر آپ سچے نبی ہیں تو چاند کو دو ٹکڑوں میں کر کے دکھائیں۔ وہ نوجوان پہاڑ کے اوپر بیٹھا تھا۔ چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا پھر اشارہ کیا چاند کے دو ٹکڑے آپس میں مل گئے۔ حضرت بابا رتن ہندی فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی اس نوجوان کی زیارت تو کی جائے کچھ سال ہم تیاری کرتے رہے چند سالوں بعد ہم مکہ مکرمہ پہنچے۔ سفر کر کے جب وہاں گئے پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ تو مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے ہیں۔ میں مدینہ شریف پہنچے دریافت کیا تو کسی نے کہا کہ وہ مسجد ہے مسجد نبوی شریف۔ اس میں اپنے صحابہ کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوں گے حضرت بابا رتن فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی شریف میں پہنچا۔ جوتے اتارے اندر گیا دیکھا کچھ صحابہ بیٹھے ہیں وہ بھی ان کے جھرمٹ میں بیٹھے ہیں بڑے خوبصورت پھر چودھویں رات کا چاند دکھائی دیا

میں بھی بیٹھ گیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں ہندوستان سے آیا ہوں آپ کی نبوت کا شہرہ سن کر آیا ہوں مجھے کوئی معجزہ دکھائیں تا کہ میں بھی آپ پر ایمان لے آؤں اس بات پر آپ مسکرا پڑے اور فرمانے لگے رتن ہندی! تیرے وہی بچپن کا دُعا والا معجزہ کافی نہیں ہے؟ جب نالا پار کروایا تھا اور تجھے میں نے دُعا دی تھی حضرت رتن ہندی قدموں میں گر پڑے اسلام قبول کیا۔ پندرہ دن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے پھر واپس اپنے وطن گئے فرماتے ہیں پھر دوبارہ آنا مجھے نصیب نہ ہوا لیکن بچپن میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا دی تھی اور خوش ہوئے۔

(ماہنامہ انیسِ سالکاں۔ جمادی الثانی مارچ ۲۰۱۸ء)

قارئین کرام!

درج بالا اقتباس دراصل کتاب ''ظفر الامانی لمختصر الجرجانی'' کے عربی اقتباس کا اردو ترجمہ ہے جو رسالہ وانیسِ سالکاں میں شائع ہوا۔ اس اقتباس کو پڑھ کر ایک تجسس پیدا ہوا کہ آخر بابا صاحب رتن ہندی جب اتنے بڑے بزرگ ہیں کہ شرف صحابیت سے بھی مشرف ہیں تو ان کی زندگی کے شب و روز کا مطالعہ کیا جائے جب بابا صاحب کی زندگی کو پڑھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بابا کی زندگی میں آپ کی طویل العمری، آپ کی صحابیت میں بہت اختلاف ہے حالانکہ صوفیاء کرام کے نزدیک آپ کی صحابیت مسلم ہے اُسی وقت دل میں خیال آیا کہ یہ مضمون بہت تحقیق طلب ہے لہٰذا تحقیق کرنے پر جو مواد ہمیں فراہم ہوسکا وہ آپ کی نذر کر رہے ہیں۔

واضح ہو کہ بابا صاحب نے بغرض تجارت اپنے سفرِ شام کا تذکرہ کیا ہے اور تاریخ میں عرب و ہند کی تجارت کا ذکر عہد قدیم سے ہی ملتا ہے اور عہد رسالت میں بھی ہندوستان کے عرب سے تجارتی تعلقات رہے ہیں چنانچہ قاضی اطہر مبارکپوری تحریر کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملک عرب کے اطراف و جوانب میں غیر ملکیوں کی بہت زیادہ آبادی تھی اور جب اسلام کی دعوت جزیرۃ العرب میں پھیلی تو عربوں کی طرح وہاں پر آباد دوسری قوموں کو بھی اس سے واسطہ پڑا اور عربوں کی طرح عام طور پر وہ بھی مسلمان ہوگئیں یا ان میں سے کچھ لوگوں نے جزیہ دے کر اپنے دین پر قائم رہنا پسند کیا۔

شمالِ مغرب میں شام سے متصل عربی علاقہ رومیوں کے قبضے میں تھا اور وہاں رومیوں کی طرف سے عرب حکمران ابتدائی قسم کی حکومت کرتے تھے جیسے شام کے غساسنہ اور حیرہ کے منازرہ شمالِ مشرق میں عراق پر شاہانِ ایران کا قبضہ تھا جن کا مرکز اُبلہ تھا اور خلیج عربی کے پورے سواحل، بحرین اور عمان پر ان کے اساورہ یا ان کے ماتحت عرب حکمراں حکومت کرتے تھے یہ سلسلہ یمن تک قائم تھا اور مشرق جنوبی عرب کا پورا ساحلی علاقہ ایرانیوں کے قبضے میں تھا۔ پھر یمن سے مغرب کے علاقوں میں حبشہ اور زنج کثیر تعداد میں موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد طفولیت میں یمن کے عرب حکمراں سیف بن ذی یزن کو حبشہ کے بادشاہ نے مغلوب کر کے پورے یمن پر قبضہ کر لیا تھا مگر اس کے فوراً بعد ہی وہاں پر ایرانیوں کا قبضہ ہو گیا جو بعثتِ نبوی کے وقت قائم رہا۔

(عرب و ہند عہد رسالت میں ص ۱۳)

قارئین کرام!

آپ کو عہد طفولیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک نظر آئی جس سے اُس وقت کی سیاسی نوعیت کا پتہ چلا۔

قاضی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''بعثت کے تیرہویں سال جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ ہجرت کے واقعہ نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق نہ صرف عرب کے انتہائی حدود میں تفصیلی واقفیت کیلئے راہ پیدا کی بلکہ اطراف و جوانب کے ان ممالک میں بھی اس کی خبر پہنچی جو عرب سے متصل تھے۔ اور ان ممالک سے عرب کے قدیم تعلقات تھے

اور جس طرح دوسرے ممالک میں یہ خبریں پہنچیں ہندوستان میں بھی ان کو سنا گیا۔اور ایک گوہ دلچسپی ظاہر ہوگئی۔"

(عرب وہند عہد رسالت میں ص ۱۵)

باباصاحب ہندی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان فرمانا کہ میں بغرض تجارت ملکِ شام گیا آیئے عرب وہند کی تجارت کا بھی ایک جائزہ لیتے ہیں تاکہ باباصاحب کا تجارتی سفر بھی پایہ ثبوت کو پہنچ جائے۔

"عہد رسالت اور اس کے بعد تک عرب وہند کے درمیان گوناگوں تعلقات تھے مگر تجارتی تعلق سب سے زیادہ قدیم اور اہم تھا ۔ہندوستان کے مختلف علاقوں سے مختلف قسم کی تجارتی اشیاء عرب جایا کرتی تھیں اور پھر وہاں کے مختلف بازاروں اور دوسرے ملکوں میں جا کر فروخت ہوتی تھیں۔"

(عرب وہند عہد رسالت میں ص ۲۷)

مذکورہ بالا اقتباس سے عرب وہند کے تجارتی تعلقات واضح طور پر معلوم ہوئے لہٰذا اس سے بابارتن ہندی کے قول "میں نوجوان تھا ہندوستان سے ملک شام تجارت کی غرض سے جاتا تھا" کی تائید ہوتی ہے ملک عرب کی ۴ بڑی منڈیوں کا ذکر ہمیں تاریخ کی اکثر کتب میں ملتا ہے۔

(۱) ابلہ (۲) صحار (۳) عدن (۴) جار۔ مگر اس سب کے باوجود شہر امن مکۃ المکرمہ اندرون عرب کی تجارت کا سب سے اہم اور بڑا مرکز تھا۔

حضرت بابارتن ہندی رضی اللہ عنہ کے متعلق جرح وقدح اور نقد ونظر درج ذیل پہلوؤں پر کی گئی ہے۔

(۱) بابارتن ہندی کی صحابیت

(۲) بابارتن ہندی کی طویل العمری

اب ہم شق اول "بابارتن ہندی کی صحابیت" پر بحث کریں گے اور علماء جرح وتعدیل کے اقوال وآراء نقل کر کے اپنا تحقیقی جائزہ پیش کریں گے تاکہ ارباب تحقیق کے سامنے کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے اور حقیقت پر پڑے غبار کو صاف کیا جائے۔

بابارتن ہندی، بعض اربابِ جرح وتعدیل کی نظر میں

(۱) علامہ شمس ا ین ابوعبداللہ متوفی ۷۴۸ھ بابارتن ہندی پر جرح کرتے ہوئے محض اجتہاداً رقمطراز ہیں:

رتن الھندی وماادراک مارتن؟شیخ دجال بلا ریب ظھر بعد الست مأۃ فادعی الصحبۃ. والصحابۃ لایکذبون وھذا جریٌ علی اللّٰہ ورسولہ وقد ألّفت فی امرہ جزأً وقد قیل انہ مات سنۃ اثنتین وثلاثین وست مأۃ و مع کونہ کذاباً فقد کذبوا علیہ جملا من اسمج الکذب والمحال .

(میزان الاعتدال ص ۷۰، ج ۳)

ترجمہ:۔ رتن ہندی! آپ کیا جانیں کہ رتن کون ہے؟ وہ ایک بوڑھا آدمی ہے بلاشک وشبہ۔ چھٹی صدی ہجری کے بعد ظاہر ہوا صحابیت کا دعویٰ کیا حالانکہ صحابہ کرام جھوٹ نہیں بولتے مگر اس کا حال یہ ہے کہ اس نے اللہ ورسول پر جرأت کی ہے اور میں نے تو اس کے متعلق پورا ایک جزا تالیف کیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ ۶۳۲ھ میں فوت ہوا اور اس کو جھٹلایا ہے ان تمام لوگوں نے جو کذب اور محال چیز کے وقوع کو برا جانتے ہیں۔

(۲) علامہ ذہبی کی اتباع کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

ولم اجد له فی المتقدمین فی کتب الصحابة ولاغیرهم ذکراً لکن ذکره الذهبی فی تجریده فقال رتن الهندی شیخ ظهر بعد الستماۃ بالشرق وادعی الصحبة فسمع من الجهال ولا وجود له بل اختلق اسمه بعض الکذابین وانما ذکرته تعجبا.

ترجمہ:۔ میں نے رتن ہندی کا ذکر متقدمین کی کتب صحابہ میں نہیں پایا اور ان کے علاوہ مؤرخین نے ذکر کیا لیکن (رتن ہندی) کا ذکر ذہبی نے اپنی کتاب "تجرید" میں کیا ہے کہ رتن ہندی ایک بڈھا ہے جو چھٹی ہجری کے بعد مشرق میں ظاہر ہوا اور صحابیت کا دعویٰ کیا تو کچھ جہلا نے اس سے سماع کیا جن کا روایت حدیث میں کوئی وجود نہیں بلکہ بعض کذابین نے اس کا نام یونہی گڑھ لیا ہے اسی لئے تو اس کے تذکرے سے مجھے تعجب ہوا۔

(۳) صاحب ظفر الامانی لکھتے ہیں اور انہوں نے بھی علامہ ذہبی ہی کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر کیا ہے:

وقال الذهبی فی تجریده (ای تجرید الصحابة) انَّ رتنا الهندی کذاب دجال. وقال الحافظ السیوطی ان رتن الهندی المعمر کذاب. فان العلماء اتفقوا علی أن اخر الصحابة موتا ابو الطفیل عامر بن والاثلة وهو قدمات سنة عشر بعدالماۃ علی الصحیح.

(ظفر الامانی بشرح مختصر الجرجانی ص ۵۲۸)

ترجمہ:۔ امام ذہبی نے اپنی کتاب "تجرید الصحابہ" میں کہا کہ رتن ہندی کذاب و دجال ہے اور حافظ سیوطی نے کہا کہ رتن ہندی معمر کذاب ہے پھر یہ کہ علما نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ آخری صحابی ابوالطفیل عارم بن واثلہ ۱۱۰ سال میں انتقال ہوا یہی صحیح ہے۔

قارئین کرام!

اصحاب جرح وتعدیل میں کچھ اور بھی حضرات ہیں جنہوں نے امام ذہبی ہی کی پیروی میں حضرت بابا رتن ہندی کو نشانہ بنایا ہے رتن ہندی پر علامہ ذہبی کی جرح، جرحِ اول ہے آپ سے پہلے رتن ہندی پر کسی نے کلام نہیں کیا ہے ہاں اگر کسی کا کلام ہو تو وہ ذہبی ہی کے زمانے کی بابت ہو سکتی ہے۔ اس میں بھی کہیں نہ کہیں علامہ ذہبی کے ہی نظریہ کی کارفرمائی ہوگی۔ ابن حجر عسقلانی یا دیگر ناقدین رتن نے امام ذہبی کے اقوال و مذہب کو اپنا مستدل بہ بنایا ہے اس لئے ہم صرف جرح ذہبی کا تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں جب متبوع پر کھل کر بحث ہوگی تو تابع کی رائے بدرجۂ اولیٰ واضح ہو جائے گی۔

واضح ہو کہ "نقد و جرح" مکمل ایک فن ہے اس کے بھی کچھ اصول و قواعد ہیں جب تک قواعد کے تحت جرح نہیں ہوگی تب تک قابل اعتنا نہیں سمجھی جاتی۔

اور اس بابت یہ بھی جان لیں ایک دوسرے پر جرح و قدح کرنا علماء جرح و تعدیل کا رویہ رہا ہے کہ ایک دوسرے کو درجۂ ثقاہت سے گرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ الباری نے اپنی کتاب "فتح المغیث" میں فرمایا۔ حدیث میں کلام کرنے والوں کی کئی قسمیں ہیں۔

اول:۔ وہ ائمہ جنہوں نے تمام راویوں پر کلام کیا ہے جیسے ابن معین اور ابو حاتم۔

دوم:۔ وہ ائمہ جنہوں نے کثیر راویوں پر کلام کیا ہے جیسے امام مالک اور امام شعبہ۔

سوم:۔ وہ حضرات جنہوں نے دو چند راویوں کے بارے میں کلام کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جارحین کی جرح پر غور و فکر بھی لازم ہے ایسا نہیں کہ آنکھیں موند کر اس کی جرح کو قبول کر لیا جائے گا۔ امام ذہبی دراصل ارباب تصوف پر کلام کرنے میں بہت ماہر ہیں اور پتہ نہیں کہ صوفیاء کرام سے انہیں کون سی دشمنی ہے کیا تعصب ہے؟ کیوں لعنت کرتے ہیں کیونکہ صوفیاء کرام نے بابا رتن ہندی کو صحابی مانا ہے اور عند الصوفیاء بابا رتن ہندی کی صحابیت مسلم ہے۔ گویا گروہ صوفیا میں بابا رتن ہندی کا شمار ہوتا ہے۔ سیدنا مخدوم اشرف سمنانی اور سید الاولیاء سیدنا مدار العالمین رضی اللہ عنہما نے بابا رتن سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ مؤخر الذکر بزرگ یعنی سیدنا بدیع ا ین قطب المدار رضی اللہ عنہ کا تو سرزمین بھٹنڈہ نزد

مزار بابا رتن ہندی چلہ بھی موجود اور مرجع خلائق ہے۔

امام ذہبی نے صوفیاء کرام کو ہر جگہ نشانہ بنایا ہے، کذاب و دجال اور نہ جانے کیسے کیسے بھدے اور سوقیانہ الفاظ سے یاد کیا ہے اور یہ کھلا ہوا تعصب ہے چاہے خطے کی بناء پر ہو یا علاقہ و مشرب کی بناء پر ہو بالآخر ہے تعصب۔ اب دیکھتے ہیں کہ تعصباً جرح کرنا مقبول ہے یا نہیں۔ چنانچہ مولانا صدر الوریٰ مصباحی صاحب مدرس الجامعۃ الاشرفیہ رقمطراز ہیں:

"اسی طرح حافظ ذہبی نے بہت سارے صوفیا اور اولیاء امت پر کلام کیا اور ان کے لیے جارحانہ کلمات استعمال کئے۔"

دوسری جگہ یوں لکھتے ہیں:

"بعض ناقدین حدیث نے کسی خاص خطے سے تعلق رکھنے والے راویوں کی بے جا جرح کی ہے اور تعنت سے کام لیا ہے"۔

کسی بھی جارح کی جرح اُسی وقت مقبول ہوگی جبکہ وہ جرح کرنے میں تعصب و تعنت سے منزہ ہو انصاف پسند اور عادل مزاج ہو۔ علامہ ذہبی کا تعصب صوفیاء کے حق میں جگ ظاہر ہے معدلین و ناقدین میں ایسے افراد کثیر تعداد میں موجود ہیں جو کسی خاص خطے، خاص مسلک، مشرب، کے حاملین کو اپنا نشانہ بناتے ہیں مگر حق یہ ہے کہ ان کی وہ جرح جو تعصب کا شکار ہو کر کی جاتی ہے وہ فلا یعتبر علیہ کے زمرہ میں آتی ہے۔ اس بات کو سمجھنے میں علامہ صدر الوریٰ مصباحی صاحب کا یہ اقتباس کافی معاون ثابت ہوگا۔ اس بابت ذیل میں ہم ان کا تبصرہ پیش کرتے ہیں:

"بعض ناقدینِ حدیث نے کسی خاص خطے سے تعلق رکھنے والے راویوں کی بے جا جرح کی ہے

اور تعنت سے کام کیا ہے چنانچہ ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب جوزجانی نے کوفہ کے رہنے والے محدثین پر کلام کیا اور ان کی شان میں نازیبا کلمات استعمال کئے سخت تعبیریں اختیار کیں یہی وجہ ہے کہ (ارباب نقد و جرح) نے "فظارۃ العبارۃ" (درشت کلامی) سے جوزجانی کو موصوف کیا ہے اور کہا کہ اس طرح کی زبان استعمال کرنا ان کی عادت ہے چنانچہ زبید بن الحارثی الیامی کے ترجمے میں ذہبی نے کہا:

من ثقات التابعین فیه تشیع یسیر قال القطان وغیر واحد هو ثقة.

ترجمہ: یہ ثقات تابعین سے ہیں ان میں معمولی تشیع ہے قطان اور کئی ایک لوگوں نے کہا یہ ثقہ ہیں۔

پھر جوزجانی نے ان پر اور دیگر محدثین کوفہ کے بارے میں جو جارحانہ کلمات استعمال کئے ہیں ان کو بیان کرتے ہوئے ذہبی نے کہا:

وقال ابو اسحاق الجوزجانی کعوائده فی فظاظة عبارته کان من اهل الکوفة قوم لایجد الناس مذاهبهم هم رؤس محدثی الکوفة مثل ابی اسحاق، ومنصور وزبید الیامی والأعمش وغیرهم من أمرانهم حملهم الناس لصدق السنتهم فی الحدیث وتوقفوا عند ماارسلوا.

ترجمہ:۔ ابو اسحاق جوزجانی نے حسب عادت اپنی ترش زبان میں کہا۔ اہل کوفہ میں کچھ ایسے لوگ رہتے ہیں جن کے مذاہب لوگوں کے نزدیک محمود نہیں وہی کوفہ میں چوٹی کے محدثین ہیں جیسے ابو اسحاق منصور، زبید الیامی، اعمش اور انکے دیگر اقران حدیث میں ان کی راست گوئی کی وجہ سے لوگوں نے انہیں برداشت کیا مگر جب یہ ارسال کرتے ہیں تو اس وقت توقف کیا۔

(میزان الاعتدال ج۲، ص۵۳)

اسی طرح اجلح بن عبداللہ کوفی کے ترجمے میں ہے:

وثقة ابن معين واحمد العجلی وقال احمد بن حنبل ما أقربه من فطر بن خليفة وقال ابو حاتم ليس بالقوى وقال النسائی ضعيف له رای سوء وقال القطان فی نفسی منه شئی وقال ابن عدی شيعی صدوق.

ترجمہ:۔ اور ابن معین اور احمد العجلی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور احمد بن حنبل نے کہا میں اسی پر قائم ہوں جس پر فطر بن خلیفہ قائم ہیں اور ابو حاتم نے کہا کہ وہ قوی نہیں اور نسائی نے اُسے ضعیف قرار دیا اور برا تصور کیا ہے اور قطان نے کہا اُس کے اندر کچھ ہے ابن عدی نے ان کو شیعی وصدوق قرار دیا۔

ذہبی کہتے ہیں:

وقال الجوزجانی. الأجلح مفسر . جوزجانی نے کہا کہ اجلح افترا پرداز ہے.

(اصول جرح وتعدیل للصباحی ص ۷۹)

قارئین کرام! مذکورہ بالا اقتباس نقل کرنے کا یہ مقصد تھا۔ (باقی آئندہ)

★★★

آمد رمضان المبارک

عامر مکن پوری

فلک پہ جب سے ہلال صیام دیکھا ہے
خدا کی بارش رحمت کو عام دیکھا ہے
ہو وقت سحری کہ افطار ہو تراویح ہو
برستا نور ہر اک صبح و شام دیکھا ہے
ہوں سنّتیں یا نوافل ہوں فرض بن جاتے
یہ مومنوں پہ خدا کا انعام دیکھا ہے
ہوئے ہیں بند جہنم کے در سبھی لوگو
در بہشت کھلے ہیں تمام دیکھا ہے
ہے شب قدر بھی افضل اسی مہینے میں
ہوئے ہیں قید شیاطیں تمام دیکھا ہے
صلوٰۃ صوم کا جو اہتمام کرتے ہیں
انھیں پہ نار جہنم حرام دیکھا ہے
ہے خواہشات پہ ہر روزہ ڈار کو قابو
خدا کے فضل و کرم کا نظام دیکھا ہے
قرآں کے شَھرُ رَمَضَانُ کے باب میں عامرؔ
نزول ہوتے خدا کا کلام دیکھا ہے

(قسط نمبر۲)

تاریخ مکن پور شریف اور تذکرہ مشائخ مداریہ

ابوالمشرب سید مقتدا حسین جعفری

مکن پور شریف کے آباد ہونے کی تاریخی حقیقت

ایک برطانوی محقق الکزنڈر کون (ELEXENDR CON) نے 1884ء میں آج سے تقریباً ایک سو پینتیس 135 برس پہلے ''حضور سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کی انسانی خدمات'' کے موضوع پر ایک بڑا ہی تحقیقی مقالہ پیش کیا تھا اس مقالے کو اس نے دنیا کے بیشتر ملکوں میں پڑھا اور دنیا والوں کو مدار پاکؓ کی ان خدمات جلیلہ سے روشناس کرایا جو حضور مدار پاکؓ نے اپنی طویل عمر میں انسانی حقوق اور انسانیت کیلئے انجام دی تھیں اس مقالے کے بہت سے حصوں میں اس نے بڑے وثوق کے ساتھ لکھا ہے کہ سید بدیع الدین قطب المدارؓ وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے مسلسل پانچ صدیوں تک انسانیت کو سچی راہ دکھانے کیلئے اسلامی تعلیمات کو عام کیا تھا۔ الکزنڈر کون نے شیخ عبدالقادر بدایونی کے حوالے سے جو آرٹکل لکھا اس میں حضور مدار العالمینؓ کے مکن پور شریف آمد کی تاریخ ۸۱۸ھ کی بھی خوب وضاحت کی ہے۔

چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

ABDUL QADIR BADAYUNI ELATES THAT HE WENT ON A PILGRIMAGE TO MAKANPUR SHARIF.A DEPENDENCY OF KANNAUJ. WHERE IS THE TOMB OF TH HOLY SHEKH SYED BADIUDDIN SHAH MADAR.HE CAME TO MAKANPUR IN HIJR YEAR 818.

(ARCHELOGICAL SURVEY OF INDIA REPORT OF TOUR VOIL NO.XVIII CALKAT TA-1884)

مدار پاکؓ کی آمد سے ہی اس حصہ ارضی یعنی مکن پور شریف کی تاریخ وابستہ ہے۔ یعنی جس دن اس عظیم المرتب ولی کامل نے اس دھرتی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔

اسی تاریخ سے ہندوستان کی پیشانی پر یہ خطہ آفتاب کی طرح چمکنے لگا۔ ۸۱۸ھ کا زمانہ اہل تصوف اور روحانیت کے لیے ایک حسین پیغام لیکر آیا جس نے مکن پور شریف کو دارالنور بنا کر خانقاہی نظم ونسق کا ایسا مرکز بنا دیا جہاں سے آج بھی تشنگان علم ومعرفت کو بحر علوم مصطفیٰ اور علم وحکمت علی مرتضیٰ سے سیرابی حاصل ہوتی ہے۔ جب ہم ۸۱۸ھ کے عدد پر غور کرتے ہیں تو حسب ذیل تاریخ ہماری تحقیقات کے نظریہ سے سامنے آتی ہے۔

پہلے ''خیرآباد'' نام تھا: ۔ جب حضور مدار العالمینؓ نے اس حصہ ارضی پر قدم رنجہ فرمایا تو اس کا نام ''خیرآباد'' رکھا گیا۔ اس ضمن میں محققین ومؤرخین اپنی رائے یہ دیتے ہیں کہ حضور مدار پاکؓ کے ایک مرید وخلیفہ کا نام خیرالدین تھا انہیں کے نام پر اس جگہ کا نام خیرآباد رکھا گیا تھا۔ اب سوال یہ سامنے آتا ہے کہ اس وقت آپ کے بہت سے جلیل القدر مریدین وخلفاء موجود

تھے اور پھر خود سرکار مدار پاک کے نام پر بھی اس جگہ کا نام رکھا جاسکتا تھا مگر خیرا ین کے نام کو ہی کیوں پسند فرمایا گیا اوران کے نام پر خیرآباد کیوں رکھا گیا۔اس سلسلہ میں جواب یہ سامنے آتا ہے کہ حضرت خیرا ین نہایت ہی سلیم الطبع اور دوراندیش تھے ساتھ ہی ساتھ جب حضور مدار پاک ۸۱۸ھ میں اس غیرآباد جگہ تشریف لائے تو آپ کے ہمراہ مریدین وخلفاء کا کثیر مجمع تھا ان سب کی ضیافت اوران کی سبھی ضروریات کو پورا کرنے میں حضرت خیرا ین شب وروز خدمت میں لگے رہتے تھے۔تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ ویسے تو اس روحانی قافلے کی رہبری حضور مدار پاک خود فرمارہے تھے مگر حضرت خیرا ین کو مکمل طور پر سب کی دیکھ ریکھ اور روزانہ کی کارگزاریوں کی مکمل ذمہ داریاں دی گئی تھیں ان کاموں کو وہ بڑی سعادت مندی کے ساتھ پورا کرنے میں اس قدر مصروف ومشغول رہتے کہ ہر ایک ان سے بے حد محبت کرتا اور سبھی لوگ ان کے کاموں سے خوش ہوکران کو دعاؤں سے نوازتے۔بعض جگہ تو یہ بھی لکھا گیا ہے کہ وہ نہایت مفلوک الحال تھے اوران کے مرشد گرامی حضور مدارالعالمینؒ خودان سے حد درجہ محبت فرماتے تھے،ان کی سعادت مندیوں سے ہی خوش ہوکرانہیں کے نام پراس جگہ کا نام خیرآباد رکھا گیا تھا۔

دوسری وجہ تسمیہ:۔جب حضور مدار پاک اس غیرآباد جگہ پر مستقل قیام کیلئے تشریف لائے تو اس وقت ۸۱۸ھ کا زمانہ تھا۔قاعدہ ابجد کے حساب سے ''خیرآباد'' کے عدد ۸۱۸ نکلتے ہیں۔تواس مناسبت سے کہ 818 خیرآباد کے عدد ہیں اس آبادی کا نام خیرآباد رکھا گیا تھا۔یہ قول بہت حد تک صحیح ہے کیوں کہ ''خیرآباد'' نام کا جو عدد ہے وہ اس غیرآباد جگہ کو آبادی میں بدل دینے کی تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔اوراس ضمن میں بہت سے محققین نے اپنی رائے اس طرح دی ہے۔

جناب سید علی شکوہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''مرقع درگاہ شریف'' کے صفحہ نمبر ۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں،''اس دشت میں حضور قطب المدارؒ نے بستی آباد فرمائی اور خیرآباد'' نام تاریخی اس قصبہ فخرالبلاد کا رکھا جس سے ۸۱۸ عدد واضح ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر اقبال احمد جونپوری اپنی تحقیقی تصنیف ''تاریخ سلاطین مشرق اور صوفیائے جونپور'' کے صفحہ نمبر ۴۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ''حضرت قطب المدارؒ سفر کرتے ہوئے اپنی آخری قیام گاہ پر روانہ ہوئے یہ ایک غیرآباد مقام تھا آپکے آنے سے لوگ آکر وہاں آباد ہونے لگے اس آبادی کا نام ابتدا میں خیرآباد رکھا گیا بعد میں آپ کے خلیفہ حضرت مکن سرباز مداری کے نام پر مکن پور رکھ دیا گیا۔بعض کتب معتبرہ میں ہے کہ حضرت مکن سرباز مداری کا نام ہی خیرا ین تھا تو خیرآباد اس مناسبت سے رکھا گیا تھا اور خیرآباد کے عدد 818 ابجد کے قاعدے سے ہیں تو یہ ایک تاریخی نام بھی ہے۔''

اس طرح ہم دیکھیں تو تاریخی اعتبار سے دونوں قول درست ہیں مگر قول ثانی جس میں یہ کہا گیا ہے کہ قاعدہ ابجد کے حساب سے 818 کے عدد کے اعتبار سے اس آبادی کا نام خیرآباد رکھا گیا تھا تو یہ قول بالکل صحیح اور معتبر ہے۔

خیرآباد سے مکن پور کیسے ہوگیا

دنیا میں رونما ہونے والے تمام انقلابات سے وقت کے دھاروں کا رخ بدل جاتا ہے۔آبادیوں کے نام میں تبدیلی کوئی بہت بڑی وجہ نہیں ہوتی ہے۔یہ علاقہ پہلے ''خیرآباد'' تھا اور مکن پور ہے۔یہ تو واضح ہے کہ خیرآباد کا عدد 818 ہے اور قطب المدارؒ 818ھ میں یہاں مقیم ہوئے تو یہ ایک تاریخی نام تھا مگر بعد میں اس کو مکن پور کہا جانے لگا۔دراصل اس کا تعلق سلسلہ مداریہ کے

عظیم بزرگ جن کا آستانہ بھی مکن پور شریف ہے حضرت مکن سرباز مداریؒ سے ہے جو ایک نہایت ہی برگزیدہ شخصیت کے مالک تھے۔حضرت مکن سرباز مداریؒ کے بارے میں تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ ہر وقت اپنے مرشد گرامی حضور مدار پاک کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے ایک لمحہ کیلئے بھی اگر

کہیں جاتے تو اپنے مرشد سے اجازت لیکر جاتے۔ مدار پاک کی خدمت میں آنے والے اور دین سیکھنے والے اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت مکن سرباز مداری کی ضیافت اور مہمان نوازی سے سرشار ہو کر ان کے اخلاق کریمانہ کا کلمہ پڑھتے نظر آتے تھے۔ حالانکہ حضرت مکن سرباز مداریؒ ایک نہایت ہی مفلوک الحال اور مفلس و نادار انسان تھے۔

کیا مکّن سرباز مداریؒ کا نام ہی خیرالدین تھا

اس تاریخ سے کسی بھی محقق یا مؤرخ نے کوئی اختلاف نہیں کیا ہے کیوں کہ حضور مدار العالمینؓ کے ۸۱۸ھ میں اس غیر آباد جگہ پر آنے کے وقت آپ کے ہمراہ جو نورانی قافلہ تھا اس میں حضرت خیرالدین نام کے جو مرید و خلیفہ تھے آگے چل کر سب لوگ انہیں کو مکّن سرباز مداریؒ کے نام سے پکارنے لگے تھے۔ ان کی تاریخ ولادت اور ان کا آبائی وطن ضابطۂ تحقیق میں نہیں ہے لیکن اتنا ضرور لکھا ملتا ہے کہ وہ سادات گھرانے سے تھے اور ان کے نام کے ساتھ سید خیرا ین لکھا جاتا تھا۔ اپنے مرشد کی محبت میں اس قدر دیوانہ وار زندگی گزاری کی مخلوق خدا کے دلوں پر ان کی روحانی حکومت کا سکہ چلنے لگا ہنوز یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ آپ کا مزار دارالنور مکن پور شریف میں ہے اور صدیاں گزر گئی ہیں مگر حضرت خیرا ین عرف مکن باز مداری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس آج بھی اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ آج بھی ان کی ولایت کا راج لوگوں کے دلوں پر ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ ایک نہایت مفلس اور نادار تھے اور ان کا پیشہ کاہ کنی تھا۔

جب ۸۳۸ھ میں ان کے پیر و مرشد حضرت سید بدیع ا ین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا تو حضرت مکن سرباز مداریؒ نے یہ ارادہ کیا اور عزم مستحکم ظاہر کیا کہ وہ اپنے پیسے سے مدار پاک کے روضہ اقدس پر کلس طلائی (سونے کا کلس) چڑھائیں گے۔ ایک غریب، مفلس اور نادار اور مفلوک الحال میں زندگی گزارنے والے انسان کے اس عزم مستحکم سے دنیا حیران تھی، مگر انہوں نے دن رات محنت کر کے اپنی محنت کی کمائی سے روضۂ قطب المدارؓ پر سونے کا کلس چڑھایا تھا۔

حضرت سید علی شکوہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''مرقع درگاہ شریف'' تاریخ طباعت ۱۳۲۳ھ کے صفحہ نمبر ۶۱ پر تحریر فرماتے ہیں ''حضرت مکن سرباز نے شادی نہیں کی ہمیشہ اپنے مرشد پاک کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اکثر اوقات آپ کاہ کنی کو تشریف لے جاتے خیال قلبی آپ کا یہ تھا کہ اس قدر رقم جمع ہو جائے کہ میں کلس طلائی اپنے مرشد کے روضہ پر چڑھاؤں۔ آج بھی بالائے روضہ وہ کلس مکن سرباز موصوف کا ہنوز رونق بخش ہے''۔

ایک نہایت مفلس و نادار شخص کے اس عظیم کارنامے کو زندہ جاوید رکھنے کیلئے اس وقت کے شریف النفس لوگوں نے اس آبادی کا نام ہی مکن پور رکھ دیا۔ پہلے اس کو ''ک'' کی تشدید کے ساتھ بولا جاتا تھا۔ مگر کثرت استعمال نے مکّن سے مکن پور کر دیا۔

حضور قطب المدارؓ نے اس جگہ کا انتخاب کیوں فرمایا

مکن پور سلسلہ مداریہ کا مرکز ہے اور حضرت قطب المدارؓ کے فیض روحانی کے صدقہ میں عقیدت مندوں کا سرچشمہ حیات ہے۔ تذکرہ نگاروں نے کتب ہائے معتبرہ کے حوالوں سے تحریر کیا ہے کہ حضرت قطب المدار کو آپ کے جد کریم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رویاء میں یہ حکم فرمایا تھا کہ بدیع ا ین تم ہندوستان جاؤ اس لیے کہ ہندوستان کو تمہاری رہبری اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔

حضرت امیر حسن اپنی فارسی تصنیف ''تذکرۃ المتقین'' کے صفحہ نمبر ۴۶ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

''وبعد حصول نعمائے دو جہانی و دولت جاودانی بحکم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برائے ہدایت ملک ہند ماذون و مامور

کشتند و آں حضرت ارشاد فرمودند کہ متصل قنوج دشتی ست کہ دران میان جانب جنوب تالابیست از وے صدا ''یا عزیز'' پیہم می آید و آن زمین حق تعالیٰ برائے تو مخصوص کردہ است آن آراضی مرجع خلائق خواہد شد و مضجع و مدفنت ورانجا خواہد گردید''۔

اسی لئے حضرت قطب المدار قنوج کے علاقہ میں اس سرزمین کی تلاش میں ادھر آئے تھے جہاں کی آپ کو بشارت دی گئی تھی اور ہدایت دی گئی تھی کہ وہی جگہ تمہاری آخری قیام گاہ ہوگی۔

ڈاکٹر سید اقبال احمد جونپوری اپنی تحقیقی تصنیف ''تاریخ سلاطین شرقی اور صوفیائے جونپور'' کے صفحہ نمبر ۴۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

''حضرت قطب المدار آخری سفر کرتے ہوئے اپنی آخری قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے جس کی نشان دہی حضور علیہ السلام نے عالم رویا میں فرمائی تھی کہ اس سرزمین سے یا عزیز کی آواز آرہی ہوگی۔ یہ ایک غیر آباد مقام تھا اور جہاں ایک تالاب تھا وہ آپ کے پہنچنے پر خشک ہوگیا اور ''یا عزیز'' کی آواز آنا بند ہوگئی آپ نے اسی تالاب میں قیام فرمایا آپ کی آمد کے بعد لوگ وہاں آکر کثرت سے آباد ہونے لگے''۔

حکیم فرید احمد عباسی نقشبندی اپنی تصنیف ''مدار اعظم'' (سن طباعت ۱۳۳۳ھ) کے صفحہ نمبر ۵۹ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

''حضرت قطب المدار مدینہ منورہ میں تھے کہ ایک روز عالم رویا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بدیع الدین ہم نے تمہارے قیام کیلئے ہندوستان کو تجویز کیا ہے وہاں تم جاؤ اور دین محمدی کو پھیلاؤ۔ ہندوستان میں ایک شہر قنوج ہے اس کے میدان میں جنوب کی طرف ایک تالاب ہے اس کی لہروں سے یا عزیز کی آواز آتی ہے وہاں کی زمین تمہارے قیام کیلئے مخصوص کردی گئی ہے''۔

ان تاریخی حوالہ جات کی روشنی میں حضرت قطب المدار کا اس حصۂ ارضی پر تشریف لانا گویا حکم کی تکمیل اور تعمیل میں تھا۔ یہاں پر ایک بہت بڑا تالاب تھا اور اس کے پانی سے یا عزیز کی آواز آرہی تھی آپ نے سمجھ لیا کہ عالم رویاء میں میرے جد کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوج شہر کے جنوبی حصہ میں جس جگہ کی نشان دہی فرمائی تھی یہ وہی مقام ہے۔ آپ نے آگے بڑھ کر تالاب کے اس پانی کو اپنے ہاتھ میں اٹھایا۔ پانی کو ہاتھ لگانا تھا کہ خدا کی قدرت کاملہ سے وہ تالاب خشک ہوگیا۔ اور تالاب سے یا عزیز کی آواز آنا بند ہوگئی۔

حضرت قطب المدار اس ملک میں راہ راست سے بھٹکی ہوئی انسانی زندگی کو ایمان ویقین کی دولت تقسیم کرتے ہوئے

۸۱۸ھ میں اس مقام پر تشریف لائے تھے جہاں آج آپ کی آخری قیام گاہ ہے اور جس کو ''مکن پور'' کہا جاتا ہے یہ جگہ بالکل غیر آباد تھی دور دراز تک ایک نہایت وسیع جنگل تھا اور اس جنگل کے درمیان ایک بہت بڑا تالاب تھا۔

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت قطب المدار کو آپ کے جد کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر آباد ہونے اور آپ کی مستقل قیام گاہ کے بارے میں بشارت سے نوازا تھا کہ اس تالاب پر ''یا عزیز'' کی صدا آرہی ہوگی اور وہی جگہ تمہاری آخری قیام گاہ ہوگی۔ غرض کہ سیکڑوں برس قدیم کتب معتبرہ میں یہ بات تحریر ہے کہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار نے اس مقام پر پہنچ کر جب اس تالاب کے پانی کو ہاتھ لگایا تو ''یا عزیز'' کی آواز بند ہوگئی اور تالاب کا پانی خود بخود خشک ہوگیا۔

اگر چہ دانش ور اور محققین اس واقعہ کو عقیدتمندوں پر محمول کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اس نظام کائنات کے روحانی تاجداروں کے یہاں اس قسم کے ہزاروں واقعات دیکھنے کو ملتے ہیں۔

جس مقام پر تالاب تھا وہ حصہ چھ سو سال کے بعد آج بھی بدستور اسی شکل میں موجود ہے۔ اس مقام کی سطح مکن پور کی سطح ارض سے آٹھ فٹ سے زیادہ

نیچی ہے۔اس غیر آباد جگہ پر حضرت قطب المدار ۸۱۸ھ میں تشریف لائے اس اعتبار سے قاعدے ابجد کے حساب سے ۸۱۸ عدد کا جو حساب تھا اس سے اس مقام کا نام ''خیر آباد'' رکھا گیا یہ ایک تاریخی نام تھا۔

آج جس مقام پر حضرت قطب المدرا کا مزار مبارک ہے وہاں پر تالاب ہونے کا ثبوت آج بھی نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ مکن پور بستی کی آبادی سے وہ حصہ پورے ۸ فٹ نیچا ہے۔ چاروں طرف کی زمین اس حصہ سے بلند ہے اور خانقاہ کا وہ حصہ اس مقام پر تالاب ہونے کے ثبوت کو آج بھی محفوظ کئے ہوئے ہے۔

۸۱۸ھ کا وہ دور جب حضرت قطب المدار یہاں تشریف لائے تھے،اس علاقہ کی تاریخی اہمیت میں بہت عجیب سے عجیب تر واقعات وحادثات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ ہندوستان پر سیدوں کی حکومت کا دور تھا۔اور خضر خاں جس نے دہلی کے تخت پر بیٹھنے کے بعد ہندوستان میں خاندان سادات کی حکومت کی بنیاد رکھی تھی۔اس دور میں خضر خاں کے خلاف ملک بھر میں بغاوتیں کھڑی ہوگئی تھیں اور مکن پور کے اس علاقہ میں جو قنوج کے مضافات میں ہے یہاں پر بھی یعنی قنوج کے ہر حصہ ارضی میں پورے ملک جیسا ماحول تھا۔اور بادشاہ مکمل طور پر پورے ملک میں اپنے خلاف ہونے والی بغاوتوں کی سرکوبی میں مصروف تھا۔

حضرت قطب المدار نے یہاں تشریف لانے کے بعد پورے بیس برس یہاں مستقل قیام پذیر رہے اور یہیں سے متعدد علائق میں تبلیغ کی خاطر تشریف بھی لے گئے اور ۸۳۸ھ میں اسی مقام پر وصال فرمایا۔آپ کے وصال کے بعد سے یہاں عقیدت مندوں کے میلے لگنے لگے۔ روحانی علوم کے ساتھ ساتھ ظاہری علوم کی درس وتدریس کیلئے یہ خانقاہ آگے آئی اور رفتہ رفتہ مکن پور علماء اور مشائخ کا مرکز بن گیا۔ جب تک فارسی زبان کا رواج رہا یہاں کے مشائخ فارسی کے ادیب اور شاعر بن کر سامنے آئے اور جیسے جیسے اردو زبان نے جنم لیا یہ چھوٹی سی بستی بھی اردو زبان وادب کا مرکز بن گئی اور یہاں ہر دور میں بڑے بڑے ادبا وعلماء پیدا ہوئے ہنوز یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

★★★

قطعہ

سید عظیم الباقی عظیم مکن پوری

متاع راحت و آرام چھن گئی دل سے
یہ درد عشق محمد میں بے قرار نہیں
خدا کے واسطے رحمت کی اک نظر آقا
سوا تمہارے مرا کوئی غم گسار نہیں

الحاج ڈاکٹر سیّد مرتضیٰ حسین رہبر مکن پوری رحمتہ اللہ علیہ نے درجہ ذیل قطعہ مدینہ منورہ میں نظم فرمایا تھا

تڑپ عشق نبی کی آگئی لے کے مدینہ میں
ہم احسان جنونِ عشق کو کیسے بھلا دیں گے
ہیں مصروفِ دعا ہم گنبد خضریٰ کی چھاؤں میں
یہ لمحے یاد آئیں گے تو پھر نیندیں اڑا دیں گے

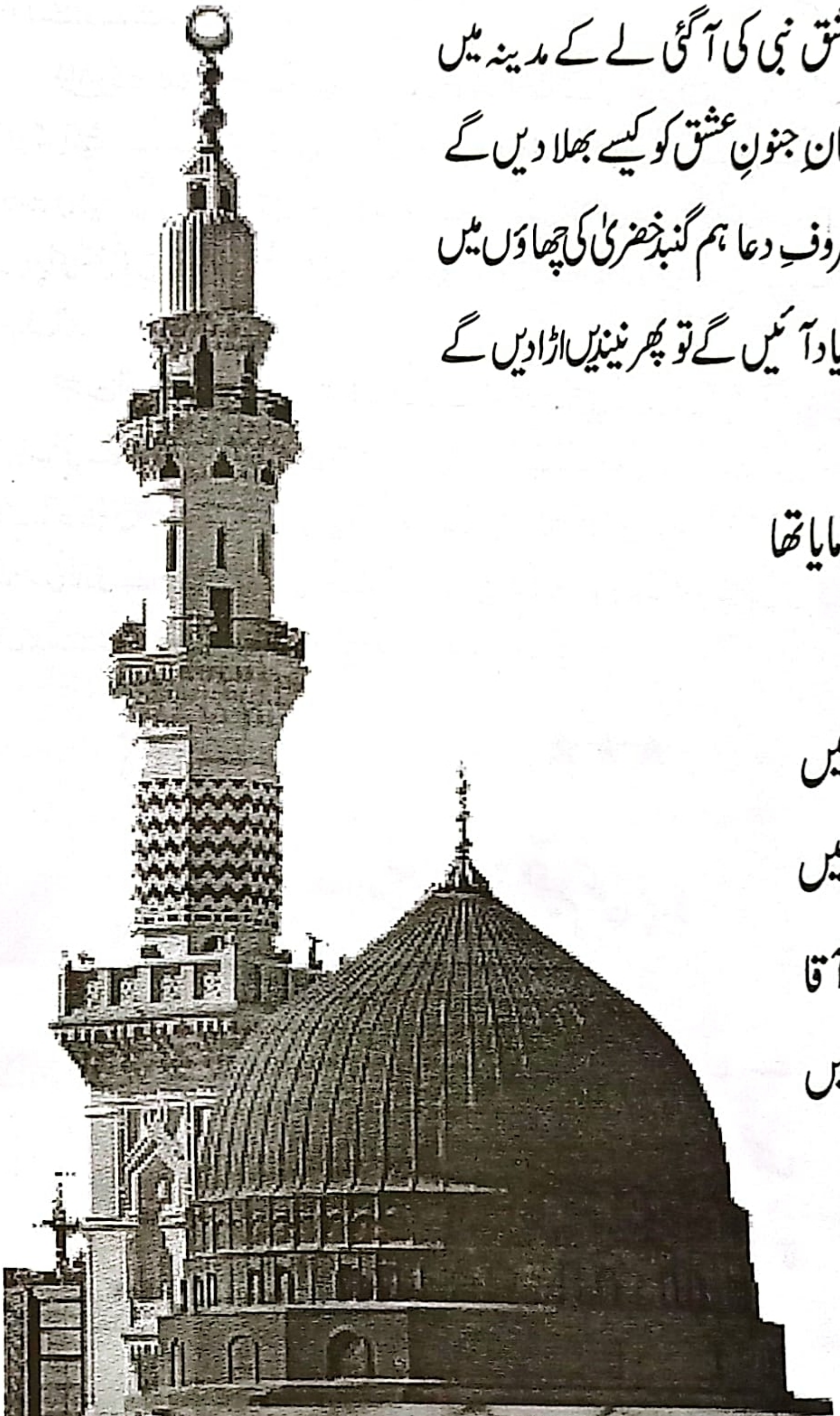

مدینہ سے جدا ہونے کے بعد فرمایا تھا

اب دھڑکتا نہیں ہے سینے میں
دل کو چھوڑ آیا میں مدینہ میں
پھر بلا لیجئے مجھے آقا
لطف مرنے میں ہے نہ جینے میں

رہبر مکن پوری

ولادت قطب المدارؒ کے تعلق سے ایک نہایت اہم تحقیق

"آفتاب ولایتؒ کی جلوہ گری"

مفتی سید نثار حسین مداری

شہنشاہِ اولیائے کبار قطب وحدت حضرت زندہ شاہ مدار کی تاریخ ولادت میں تذکرہ نگاروں کا کوئی اختلاف نہیں ہے، جن ارباب سیر نے آپ کی تاریخ ولادت تحریر فرمائی ان سب نے یکم شوال المکرّم بروز دوشنبہ ہی تحریر کی، البتہ سن مولود میں بعض لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔

"مراۃ مداری" (مصنفہ عبدالرحمٰن چشتی علوی) میں آپ کا سن ولادت ۷۱۵ھ تحریر ہے "انوار العارفین" (مصنفہ حافظ محمد حسین مرادآبادی) میں ۷۱۶ھ لکھا ہے اور یہ "اقتباس الانوار" کے حوالہ سے لکھا ہے۔ جبکہ "اقتباس الانوار" میں وہ عبارت موجود نہیں ہے بعض نے "ماہ عالمتاب" سے ۵۹۰ھ بھی سال مولود تحریر کیا ہے، بعض نے "ماہِ کونین" سے ۲۴۲ھ بھی"۔

"مراۃ الانساب" (مولوی ضیاء ا ین علوی نقشبندی) میں ہے کہ آپ کی ولادت باختلافِ اقوال ۱۸۲ھ یا ۳۰۰ھ بقول اصح ۲۴۲ھ شہر حلب اطراف شام میں ہوئی، (فصول مسعودیہ" صفحہ ۱۸۰ حضرت مسعود احمد قلندری کاکوروی) میں ۳۰۰ھ اور ۲۵۰ھ تحریر ہے۔

محققین کے نزدیک ۲۴۲ھ آپ کا سن ولادت اصح ہے اور حقائق وشواہد اسی کی صحت پر دال ہیں لہٰذا اس بارے میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

صاحب "مدار اعظم" تحریر فرماتے ہیں:

> عبدالرحمٰن ابن سید اکمل مازندرانی ۷۲۱ھ میں پیدا ہوئے دایہ ان کو دودھ پلاتی تھی......اس کا لڑکا مر گیا، بچہ کی تجہیز و تکفین سے پہلے وہ دایہ ان (عبدالرحمٰن) کو دودھ پلانے کیلئے آئی، مگر عبدالرحمٰن نے دودھ نہیں پیا، وا ہ عبدالرحمٰن نے طبیب کو بلایا، طبیب نے کہا اس لڑکے کو کوئی مرض نہیں معلوم ہوتا، اتفاقاً حضرت یادگار محمد خلیفہ حضرت قطب المدار سیر کرتے ہوئے یہاں تشریف لائے ان کے وا نے ان کو دکھایا اور فرمایا کہ یہ نہ بیمار ہے اور نہ آسیب کی خلش ہے کوئی اور بات ہے، دایہ جب آئی تو آپ نے فرمایا تیسرا بچہ کہاں ہے اس نے عرض کیا سو رہا ہے............الخ۔

سوال یہ ہے کہ حضرت سید قطب المدار اگر بقول عبدالرحمٰن چشتی ۷۱۵ھ میں تو ہوئے تو ۷۲۱ھ میں پانچ برس کے ہوں گے اور آپ شہر حلب ملک شام میں پیدا ہوئے، تو کیا پانچ برس کی عمر شریف میں صاحب ارشاد ہو کر ملک ہند میں تشریف لے آئے۔ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ۷۲۱ھ میں آپ کے کسی خلیفہ کا ذکر ہونا یقیناً یہ پتہ دیتا ہے کہ یا تو حضرت مدار العالمین کا سن مولود ۷۱۵ھ سے پہلے کا ہے یا پھر یہ واقعہ جو صاحب "مدار اعظم" نے ذکر کیا غلط۔

اس صورت میں حضرت سیدنا مدار پاک کے سال میلاد کے بارے میں جب ج ۷۱۵ھ سے قبل کے بھی اقوال ہیں تو اس

واقعہ کی روشنی میں یہ کہنا بالکل درست ہے کہ سرکار قطب المدار ۷۱۵ھ سے قبل ہی متو ہوئے، اس طرح ۷۱۵ھ، ۷۱۶ھ غلط قرار پاتا ہے۔

خود حضرت عبدالرحمٰن چشتی نے اپنی تصانیف میں ایسی باتیں تحریر کی ہیں کہ ان سے ۷۱۵ھ غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ مثلاً "گلستان مسعودیہ" میں تحریر کرتے ہیں:

حضرت قطب ا ین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "قطبیہ" میں تحریر فرمایا ہے:-

..........زندہ شاہ مدار نے پانچوں پیر کو دیکھتے ہی فرمایا۔ بہت دنوں کے بعد صدیقین کی خوشبو دماغ میں پہنچی ہے...... چند دنوں پانچوں پیر خدمتِ اقدس میں رہ کر راہ سلوک کے مدارج طے کرتے رہے خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد قدمبوس ہوئے، حکم کے مطابق مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے ۶۱۱ھ (گلستان مسعودیہ مترجم مؤلفہ عبدالرحمٰن چشتی) یہ واقعہ جیسا کہ کتاب سے ظاہر ہے ۵۸۸ھ اور ۶۱۱ھ سے قبل کا ہے۔ اس سے بھی شیخ عبدالرحمٰن چشتی کا قول غلط اور باطل ثابت ہو جاتا ہے کہ سرکار مدار العالمین رضی اللہ عنہ ۷۱۵ھ یا ۷۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ جس نے بھی آپ کا سنِ ولادت ۵۹۰ھ تحریر کیا ہے کم از کم وہ بھی مشکوک ہو جاتا ہے۔

علامہ ڈاکٹر ظہیر الحسن مدنی میاں غازی نے حضرت اسلم غازی کو سرکار مدار پاک کا خلیفہ تحریر کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

""حضور سید بدیع ا یں قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کبار میں سے ہیں آپ کے چودہ سو یا بیس خلفاء باوقار ہیں انہیں خلفاء کرام میں ایک ذات گرامی ہے حضور مجاہد اعظم ہند غازئ ملت حضرت سیدنا اسلم غازی رحمۃ اللہ علیہ کی۔"

(ماہنامہ سلسلہ فروری ۱۹۹۸ء)

حضرت سیدنا اسلم غازی، سرکار مدار پاک کی بیعت و خلافت سے قبل اپنے وا محترم سے بھی خلافت حاصل کر چکے تھے اور ان کے وا بھی مدار پاک کے خلیفہ تھے، چنانچہ ظہیر الحسن مدنی میاں تحریر کرتے ہیں بعد فراغت اپنے وا محترم کے زیر سایہ رہ کر مجاہدہ و ریاضت کرتے رہے۔

.........آپ کے وا محترم خود حضور سیدنا قطب المدار کے خلفاء اجل میں سے تھے ہر دو جانب سے خرقۂ خلافت و اجازت حاصل کرنے کے بعد شہاب ا یں غوری کی فوج میں سپہ سالار کے منصب جلیلہ پر فائز ہو گئے۔

غرض اس تحریر سے نہ صرف ۷۱۵ھ غلط قرار پایا بلکہ ۵۹۰ھ بھی غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ حضرت اسلم غازی اپنے وا مکرم سے مجاز و ماذون ہو کر ہی ہندوستان آئے تھے ۵۸۸ھ میں اور پھر ۶۱۱ھ میں حج و زیارت کے لئے یہاں سے مقامات مقدسہ پر حاضر ہوئے تھے ظاہری بات ہے کہ جب سیدنا اسلم غازی بھی مدار پاک کے خلیفہ تھے اور ۵۸۸ھ سے پہلے ہی انہوں نے اسلم غازی کی تربیت فرمائی اور اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا تو حضرت سیدنا مدار پاک کا وجود مسعود ۵۸۸ھ سے پہلے ہی ثابت ہوا اس لئے ۵۹۰ھ بھی غلط ثابت ہوا" علاوہ ازیں حضرت مدار پاک اور حضرت خواجہ معین ا یں چشتی کی باہمی ملاقات کا ذکر بھی کتابوں میں ہے۔ مثلاً "مدار

اعظم" میں ہے کہ:

آپ نے ہندوستان تشریف لانے سے پیشتر اکثر حصہ روئے زمین کی سیر کی تھی جب ہندوستان میں آئے تو اجمیر شریف بھی پہنچے اور کوکلا پہاڑی پر قیام فرمایا، حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین ا یں چشتی سے ملاقات ہوئی۔

(مدار اعظم صفحہ ۵۶ "مرآۃ الانساب" صفحہ ۵۸ مختصر البیان در حالات زندہ شاہ مدار صفحہ ۱۳)

""تذکرۂ جدید اولیاء ہند" میں لکھا ہے آپ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ سے بھی ملاقات کی تھی، حضرت غوث پاک ۵۶۷ھ یا ۵۷۱ھ میں رونق بخش عالم ہوئے اور خواجہ غریب نواز ۵۳۱ھ یا ۵۳۰ھ میں زینت بزم عالم ہوئے۔ (سید الاقطاب)

صاحب "تذکرۃ المتقین فی احوال خلفائے سید بدیع ا یں" حضرت خواجہ غریب نواز" رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

"حضرت قطب المدار درانجا حضرت سید جمال الدین وغیرہم مذکورین را معتکف فرمودہ عازم ہند گردیدند و سیر روئے زمین نمودہ در اجمیر رسیدند و بر کوکلا پہاڑی قیام فرمودند حضرت خواجہ معین الدین چشتی برائے ملاقات والا تشریف آوردند در ہر دو بزرگواراں باہم کمال اتحاد راہ یافت بر جائے قیام حضرت قطب المدار ہنوز اثر دہام خلائق میشود۔" (تذکرۃ المتقین صفحہ ۴۵)

صاحب "بدیع العجائب مظہر الغرائب" نے اس ملاقات کا ذکر تو نہیں فرمایا لیکن حضرت قطب المدار کا اجمیر شریف میں کوکلا پہاڑی پر تشریف لے جانا ذکر کیا ہے اور تحریر فرمایا ہے، کہ آپ نے وہاں کے باشندوں کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی اطاعت و فرمانبرداری کی ترغیب دی، ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا ہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ سے اجمیر میں کوئی زیادہ واقف نہ تھا غرض ان تحریرات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت قطب المدار کا سن ولادت نہ تو ۷۱۵ھ ہے اور نہ ۵۹۰ھ ہے بلکہ ان سے قبل ہی آپ کی ولادت ہوئی ہے۔ جن لوگوں نے آپ کا سن ولادت ۷۱۵ھ یا ۵۹۰ھ یا ۲۴۲ھ لکھا ہے ان کی تردید "کرامات مسعودیہ" کی اس عبارت سے ہو جاتی ہے:

سید سکندر دیوانہ فرماتے ہیں کہ میں سلطان محمود غزنوی کی بدولت عمدہ عمدہ نفیس کپڑے پہنتا رہا جب ۴۰۱ھ میں سلطان سید سالار ساہو کو جو کہ میرے حقیقی نانا ہیں ایک زبردست فوج کے ساتھ قندھار سے مظفر خاں کی امداد کے لئے اجمیر بھیج دیا تو اس وقت مظفر خاں رائے بھیروں، رائے ماکھن، رائے جگن وغیرہ انتالیس راجاؤں کے نرغے میں محصور تھا۔ میں اس وقت خاص سلطان کا اردلی تھا اور نانائے معظم حضرت سید سالار ساہو غازی مجھ سے بے حد محبت فرماتے تھے مجھے ان کی جدائی ہرگز ہرگز گوارا نہ ہوئی، گھر کا انتظام ظہیر فرزانہ کو سپرد کر کے اور سلطان محمود غزنوی سے اجازت لیکر حضرت سید سالار ساہو غازی کے ساتھ ٹھٹھ کے راستے اجمیر پہنچا، راستہ میں حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سے ملاقات ہوئی جیسے ہی ان کی نظر حضرت سید سالار ساہو غازی پر پڑی فوراً کہا کہ سید سالار مسعود غازی کے باپ ادھر آؤ، میں یہ سن کر متعجب ہوا کہ یہ زندہ شاہ مدار کیا فرما رہے ہیں، مگر سید سالار ساہو کو اس کی آرزو ضرور ہے غرض کہ حضرت سید سالار ساہو غازی اس مقام سے آگے بڑھے اور سب راجاؤں کو شکست دیکر کافروں سے مسلمانوں کو نجات دلائی، چند اور صوبہ جات فتح کر کے سلطانی حکومت میں شامل کیا۔ جب ذرا اطمینان ہوا تو نانی معظمہ مخدومہ حضرت ستر معلی کو غزنی سے ہندوستان بلا یا قدرت خدا سے ۴۰۵ھ میں سید سالار ساہو غازی کے یہاں ایک فرزند، آفتاب کی طرح روشن ہوا اس کا نام مسعود رکھا گیا، مفصل حال "تواریخ محمودی" میں درج ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پاس حاضر ہوا اور ان کے سامنے جا کر تحائف کو پیش کر دیا اور قدم چومے اور میں نے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت مجھے اپنے سلسلہ میں داخل کر لیجئے زندہ شاہ مدار نے کہا تم عمدہ عمدہ لباس پہنتے ہو، عیش و عشرت میں زندگی بسر کر رہے ہو فقیری میں یہ آرام کہاں؟ میں نے سن کر اپنے سب کپڑے پھاڑ ڈالے، ستر چھپانے کے لئے ایک تہبند رکھ لیا اور سلسلۂ عالیہ مداریہ میں داخل ہو گیا۔ ایک روز بعد سالار ساہو غازی اپنے فرزند کو لیکر حاضر ہوئے اور زندہ شاہ مدار کے سامنے پیش کیا مسعود کی آنکھ جیسے ہی حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار پر پڑی سلام کے لئے ہاتھ اٹھایا، زندہ شاہ مدار نے خیریت پوچھی، آپ نے دائیں بائیں گردن گھمائی حضرت سالار ساہو نے آپ کو زندہ شاہ مدار کے قدموں پر ڈالنا چاہا تو آپ نے زور شور سے رونا شروع کیا اور منہ آسمان کی جانب بلند کیا ہر چند سید سالار ساہو غازی گردن ان کی پھیرنا چاہتے مگر بے سود، رونا ان کا کم نہیں ہوتا تھا آخر حضرت زندہ شاہ مدار نے اٹھ کر گود میں لیا ہاتھ، پیروں کو چوما پیشانی پر بوسہ دیا، اس وقت مسعود چپ ہوئے۔ حضرت زندہ شاہ مدار نے مسعود کو میری گود

میں دیا اور یہ کہا کہ آج سے تو ہمیشہ اس کے ساتھ رہا کر اسی کی مصاحبت سے تجھے شہادت کا رتبہ ملے گا اور میں آج تمہیں سلسلۂ عالیہ مداریہ کی اجازت وخلافت سے بھی نوازرہا ہوں میں نے حضرت زندہ شاہ مدار سے عرض کیا حضرت! یہ کیا معاملہ ہے کہ چھ مہینے کے بچہ نے آپ کو سلام کیا، آپ کے خیریت کے سوال پر اس نے انکار کیا پھر آپ کے قدمبوس کرنا چاہا تو منھ پھیر لیا اور رونا شروع کیا جب آپ نے گود میں لیکر چومنا شروع کیا اس وقت خود چپ ہوگیا، یہ سب کیا قصہ ہے، حضرت زندہ شاہ مدار نے آہستہ سے میرے کان میں کہا، اس کو بچہ نہ سمجھ یہ مادرزاد ولی ہے جب بالغ ہوگا کفر وشرک کا نام مٹائے گا، بتوں کی ناک، کان، ہاتھ، پیر کاٹ کر بت پرستوں کو جہنم میں داخل کرے گا، پہلے جو سلام کیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جس کو دیکھتے پہلے خود سلام کرتے آپ کی اولاد کی بھی یہ عادت ہے سالار مسعود غازی بھی اولاد علی سے ہیں لہٰذا ان کو میراث کمسنی میں ہی ملی ہے خیر وعافیت پوچھنے پر سر ہلانے کا مطلب یہ تھا کہ اسلام کی خیریت اپنی خیریت پر مقدم ہے چاہتے ہیں کہ کافروں کو مسلمان کریں اور جو شخص کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ پڑھے اس کو تلوار سے موت کے گھاٹ اتار دوں ہر ہر گاؤں میں، ہندوستان کے گوشے گوشے میں اسلام کا ڈنکا بجاؤں اور مسجدیں تعمیر کراؤں اس وقت البتہ خیریت ہے ورنہ خیریت کہاں؟ رونے اور منھ پھیر لینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لڑکا پیدائشی ولی ہے جب انیس سال کی عمر ہوگی اس وقت شہید ہوگا، شہید کا درجہ عام ولیوں سے بڑا ہے اس کے چپ ہوجانے کا باعث یہ تھا کہ اس کے ہاتھ پیروں سے بہت سے نیک کام انجام پائینگے اور جب میں ان جگہوں کو چوما تو ایک قسم کی خنکی اور مسرت اس کو محسوس ہوئی، اے اسلم میں نے یہ باتیں جب سالار مسعود غازی کی صورت کا ہزار جان سے عاشق ہوگیا یہاں تک کہ شہادت کے وقت بھی ایک لمحہ جدا نہیں ہوا ان کی مرضی اپنی خواہش پر مقدم رکھی۔

(''کرامات مسعودیہ'' مترجم، صفحہ ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸)

یہ کتاب بزبان عربی مولانا محمد ملیح اودھی کی تصنیف ہے مولانا محمد مسیح اودھی نے بزبان فارسی اس کا ترجمہ کیا اور مولانا الٰہی بخش نقشبندی نے اردو ترجمہ کیا۔ طبع اوّل قومی کتاب خانہ لکھنؤ ۱۲۹۶ھ طبع دوم مجاہد اعظم ہند پبلیکشنز ۱۴۰۰ھ اس پورے واقعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ حضرت قطب المدار سید بدیع الدین مدار العالمین رضی اللہ عنہ ۱۰۴ھ میں اجمیر شریف کے علاقہ میں موجود تھے۔ حضرت سید سالار ساہو غازی اور سیدنا سکندر دیوانہ کو قطب المدار نے خلافت واجازت کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور سیدنا سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض ومستفید ہونے کی تائید وتوثیق ''تواریخ محمودی'' کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے:

چنانچہ نقل است از تواریخ محمودی کہ تصنیف ملا محمود غزنوی است کہ چوں سالار ساہو نزدیک اجمیر رسیدند برائے امداد مظفر خاں برآب جو خیمہ نصب کردند، بخدمتے درویشے کبیر التش مستفیض گشتند، وآنحضرت سید بدیع الدین مدار کہ خبر تولانی شدن سالار مسعود غازی بزبان مبارک فرمودند کہ ہفت نام خود کہ بہفت آسمان ملائک بامر اللہ تعالیٰ تسبیح میکنند بساہو سالار برائے ترقی درجات وکفایت مہمات عطاء فرمود آن اسمائے مبارکہ

چنانچہ ملا محمود غزنوی کی تصنیف ''تواریخ محمودی'' سے نقل ہے کہ جب ساہو سالار مظفر خاں اجمیری کی امداد کے لئے اجمیر کے نزدیک پہنچے تو ایک تالاب کے پاس خیمہ نصب کیا اور ایک بڑے درویش کی خدمت میں فیضیاب ہوئے اور وہ درویش سید بدیع الدین مدار تھے اپنی زبان مبارک سے سالار مسعود کے پیدا ہونے کی بشارت دی ہے آپ نے اپنے وہ سات نام جو ساہو سالار کو ترقی درجات وکفایت مہمات کے لئے عطاء فرمائے جن کے ذریعہ ساتوں آسمانوں میں بحکم

معظمہ مکرمہ ایں است

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَازین اللّٰہ، یا نجم اللّٰہ

یامجمع اللّٰہ، یافتح اللّٰہ

یاصبغۃ اللّٰہ ، یامرید اللّٰہ

یابدیع اللّٰہ

اللہ تعالیٰ فرشتے تسبیح کرتے ہیں وہ نام یہ ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَازین اللّٰہ، یا نجم اللّٰہ

یامجمع اللّٰہ، یافتح اللّٰہ

یاصبغۃ اللّٰہ ، یامرید اللّٰہ

یابدیع اللّٰہ

(نصیحۃ الابرار کمل قطب المدار صفحہ ۴۶،۴۷،۴۸،۴۹)

اس ملاقات کی تائید مشہور ہندی مؤرخ وادیب ''آچاریہ چتر سین'' کی کتاب ''سومناتھ'' صفحہ ۱۲۷ سے بھی ہوتی ہے۔ جو ہند پاکٹ باکس دہلی سے شائع ہوئی ہے۔''

حضور سرکار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت تیسری صدی ہجری میں ہی صحیح ہے۔ دلائل و براہین اور حقائق وشواہد اسی کی تائید کرتے ہیں۔

چنانچہ شیخ فریدا ین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ احمد بن مسروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ اولیاء اللہ میں سے تھے، حضرت قطب المدار کی صحبت میں رہے اور آپ خود بھی اقطاب میں سے تھے حارث محاسبی وسری سقطی کے صحبت یافتہ تھے۔

(انوار الاذکیاء ترجمہ تذکرۃ الاولیاء اردو ص ۴۳۷)

تاریخ الاولیاء میں ہے کہ شیخ ابوالعباس احمد بن محمد مسروق قدس سرہ کی کنیت ابوالعباس ہے اصل آپ کی طوس ہے لیکن سکونت آپ نے شہر بغداد میں اختیار کی۔ آپ استاد شیخ علی رودباری کے اور شاگرد حارث محاسبی قدس سرہ کے ہیں اور سری سقطی اور محمد بن منصور الحسین قدست اسرار ہم کے ہم صحبت تھے اور قطب المدار غ عالیہ قدس سرہ کے ساتھ بھی نہایت آپ کی ملاقات تھی آخر میں آپ درجہ قطبیت پر پہنچے۔

(تاریخ الاولیاء ج ا صفحہ ۲۶۷)

آئینہ نسب نامہ میں کہ مصنف ''تاریخ الاولیاء نے جلد اوّل کے صفحہ ۲۶۷ میں لکھا ہے کہ شیخ ابوالعباس احمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید بدیع ا ین زندہ شاہ مدار کا زمانہ ایک تھا اور شیخ ابوالعباس احمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں اکیس سال تک رہے اور آپ ہی کی توجہ سے قطبیت کے درجہ پر فائز ہوئے اور شیخ ابوالعباس احمد بن مسروق کی وفات ۲۹۹ھ میں ہوئی اور بغداد شریف میں ان کا مزار شریف ہے۔

مصنف تذکرۃ الفقراء واسرار الواصلین نے صفحہ ۶۷ پر تحریر کیا ہے کہ خواجہ بایزید بسطامی طیفور شامی رضی اللہ عنہ کے صاحب خرقۂ زندان الصوف حضرت سیدنا بدیع ا ین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اوّل ہیں اور شوال المکرم ۲۵۹ھ ۳ میں بعد نماز مغرب بیت المقدس کے صحن میں حضرت خواجہ بایزید بسطامی نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ (آئینہ نسب نامہ صفحہ ۴۱)

حضرت شیخ علی رواتی رحمۃ اللہ علیہ جو سرکار مدار العالمین کے خلیفہ ہیں جن کا مزار مقدس متھرا عیدگاہ سے متصل مرجع خلائق ہے۔ ان کا سن وصال سفینۃ الاولیاء میں ۴۰۰ھ تحریر ہے۔

مذکورہ بالا روایتوں سے ثابت ہوا کہ حضرت قطب المدار سید بدیع ا ین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ ۴۰۰ھ اور ۲۹۹ھ سے قبل تیسری صدی ہجری میں پیدا ہوئے اور حضرت احمد بن مسروق متوفی ۲۹۹ھ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت مسعود احمد قلندری کاکوروی فرماتے ہیں کہ:

تو دے درسنہ ثلث ماۃ و قیل مائتین و خمسین بود در موضع کہ سہ منزل از رود نیل زادگاہ وے است (فصول مسعودیہ صفحہ ۱۸۰) یعنی سرکار قطب المدار سید بدیع ا ین زندہ شاہ مدار ۳۰۰ھ یا ۲۵۰ھ میں دریائے نیل سے تین میل کے فاصلہ پر شہر حلب میں پیدا ہوئے چونکہ سرکار مدار پاک حضرت بایزید بسطامی سے مرید ہوئے اس لئے ۳۰۰ھ میں آپ کی ولادت ماننا بعد از قیاس ہے۔

جو بزرگان دین نسبت مداریت سے مالا مال ہو کر سلسلۂ عالیہ مداریہ سے منسلک ہیں یا فیضان مداریت سے مستفیض ہو کر راہِ سلوک کے مدارج طے کئے ہیں ان سب نے اپنا اپنا شجرۂ مداریہ نقل فرمایا ہے اور ہر شجرہ میں پانچ واسطوں سے مدار پاک کا سلسلہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے اور اکثر و بیشتر شجرات میں سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی اور سیدنا عبداللہ شامی رضی اللہ عنہما آپ کے شیخ بتائے گئے ہیں"۔

''فصول مسعودیہ'' میں ہے:

''دربیان پیران سلسلۂ مداریہ قدست اسرارہم بدانکہ پیر اوّل سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پیر دوم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، پیر سوم حضرت شاہ عبدالعزیز مکی قدس سرہ، احوال ایشاں در سلسلۂ قادریہ مذکور شد، پیر چہارم حضرت شاہ امین ا ین شامی، پیر پنجم حضرت شاہ طیفور شامی عرف بایزید بسطامی قدس سرہ احوال ایشاں در سلسلۂ طیفوریہ مذکور شد، پیر ششم حضرت قطب المدار بدیع ا ین عرف شاہ مدار قدس سرہ۔

(فصول مسعودیہ صفحہ ۱۸۰، حضرت مسعود احمد قلندر)

ترجمہ:۔ پیران سلسلۂ مداریہ قدست اسرارہم کے بیان میں تو جان لے کہ اس سلسلے کے پیر اول سید المرسلین خاتم النبیین ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پیر دوم حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، پیر سوم حضرت شاہ عبدالعزیز عبداللہ علمبردار مکی ہیں، پیر چہارم حضرت شاہ امین ا ین شامی ہیں پیر پنجم حضرت شاہ طیفور شامی عرف ابویزید بسطامی قدس سرہ ہیں، جن کے احوال سلسلۂ طیفوریہ کے بیان میں مذکور ہیں پیر ششم حضرت قطب المدار بدیع ا ین عرف شاہ مدار قدس سرہ ہیں۔

اس شجرہ مبارک میں سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پیر و مرشد حضرت خواجہ سلطان بایزید بسطامی قدس سرہ ہیں۔

''تذکرۃ الفقراء'' میں ہے، دوسرا خانوادہ طیفوریہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ سے جاری ہوا آپ نے کئی خلیفہ کئے ایک تو حضرت شیخ مسعود خرقہ شکر پارہ، دوسرے خلیفہ شیخ ابراہیم خرقہ خشت بار، تیسرے شیخ محمود مسعود ہزار میخی چوتھے عبداللہ مکی علمبردار پانچویں شاہ احمد خرقہ زنداں صوف یعنی حضرت شاہ بدیع ا ین قطب المدار قدس سرہ۔ یہ سب حضرات طیفوریہ کہلاتے ہیں۔ وفات طیفور شامی کی ۱۴ شعبان ۲۶۱ھ میں ہوئی مزار پر انوار بسطام میں ہے۔

(تذکرہ الفقراء ص ۱۶، احمد اختر گورگانی)

''مفتاح التواریخ'' میں ہے کہ:

''لقب او بدیع الدین است، مرید شیخ طیفور بسطامی است، ہرگز جامہ او سوختن نشدی و با خلق نیا میختی .... سلسلۂ مداریہ با او سر آغاز است خوابگاہ او مکن پور است''۔

(مفتاح التواریخ ص ۱۱۵ منشی دانشور مطبوعہ نولکشور)

یعنی زندہ شاہ مدار کا لقب بدیع ا ین ہے شیخ محمد طیفور بسطامی بایزید بسطامی کے مرید ہیں آپ کا لباس کبھی میلا اور پرانا نہیں

ہوا آپ ہی سے سلسلہ مداریہ کا آغاز ہے آپ کی خواب گاہ مکن پور شریف میں ہے۔

شاہ حبیب اللہ قنوجی نے مناقب اولیاء میں لکھا ہے:

''شاہ کونین سید بدیع الدین مدار قدس سرہ پدرش علی حلبی است از خوردسالی حلب گزشتہ صحبت فقراء افتاد دروے توجہ بانواع ریاضت نہاد و بخدمت طیفور شامی بایزید بسطامی قدس سرہ استفادہ پذیرفت''۔

(بحوالہ فصول مسعودیہ ص ۸۰)

ترجمہ:۔ کہ شاہ کونین شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ کے والد گرامی کا نام علی حلبی ہے، حضرت مدار پاک بچپن میں ہی (جب آپ کی عمر ۱۵ سال کی تھی) حلب میں چھوڑ کر فقیروں کی صحبت میں گئے اور ان میں رہ کر قسم قسم کی عبادت اور ریاضت کی اور طیفور شامی بایزید بسطامی قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر استفادہ کیا۔

''کلیات امدادیہ'' میں ہے:

''و نیز حضرت مجدد را اجازت بیعت طریق چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ کبرویہ مداریہ و قلندریہ از مرشد خود شیخ عبدالاحد و ایشاں را از مرشد خود شیخ رکن الدین گنگوہی و ایشاں را از عبدالقدوس گنگوہی تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

حاشیہ پر درج ہے کہ نیز اجمل را اجازت طریقہ مداریہ از امام ایں طریقہ شیخ بدیع الدین شاہ مدار از بلا واسطہ رسید و ایشاں را از طیفور شامی از یمین الدین شامی از عین الدین شامی از حضرت عبداللہ علمبردار از امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

(''کلیات امدادی''، صفحہ ۴۷، حاشیہ نمبر ۴)

یعنی نیز اجمل بہرائچی کو طریقہ مداریہ کی اجازت اس سلسلے کے امام شیخ بدیع الدین شاہ مدار سے بلاواسطہ پہنچی ہے اور ان کو طیفور شامی بایزید بسطامی سے اور ان کو یمین الدین شامی سے اور ان کو عین الدین شامی سے اور ان کو عبداللہ علمبردار سے اور ان کو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے۔

یعنی حضرت مجدد الف ثانی کی نسبت مداریہ کی تصدیق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی متعدد کتابوں سے ہوتی ہے بلکہ مکتوبات میں بھی آپ کی سوانح عمری کے کالم میں آپ کا سلسلہ مداریہ مع شجرہ درج ہے۔ چنانچہ الجنۃ العلمیہ چنچل گوڑہ حیدر آباد سے مطبوعہ مکتوبات امام ربانی دفتر اول کے جواہر مجددیہ حصہ دوم صفحہ ۶۰ پر آپ کا شجرہ مداریہ اس طرح درج ہے۔ بعد نام سید اجمل کے شاہ بدیع الدین قطب المدار شیخ طیفور شامی یمین الدین شامی، عبداللہ علمبردار، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم (بہر دو واسطہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گ

شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر کے بھائی داراشکوہ قادری تحریر کرتے ہیں کہ حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار آپ کا لقب تھا شیخ محمد طیفور شامی کے مریدین میں سے ہیں۔

(سفینۃ الاولیاء ص ۲۳۶ داراشکوہ)

ان سارے شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا مدار العالمین سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پیر و مرشد سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی قدس سرہ السامی ہیں سرکار قطب المدار نے آپ کی خدمت سے استفادہ کیا اور صحبت بابرکت میں رہ کر بیعت و خلافت کا شرف حاصل کیا۔

شجرہ عالیہ مداریہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی:۔

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم امیر المؤمنین علی بن طالب شیخ خواجہ حسن بصری شیخ خواجہ حبیب عجمی شیخ بایزید بسطامی شیخ الوقت

بدیع ا ین مدار شیخ محمد حسام ا ین سلامتی، شیخ ہدایت اللہ سرمست، حاجی ظہور شیخ محمد گوالیری، شیخ وجیہ ا ین گجراتیہ شیخ صبغۃ اللہ، شیخ محمد شناوی، شیخ احمد قشاشی ابراہیم، شیخ ابوطاہر مدنی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی"۔

(مقالات طریقت ص ۱۸۸ مولانا عبدالقیوم مظاہری)

شجرۂ عالیہ مداریہ محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی

محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی کو شاہ ولی اللہ سے ان کو شیخ شناوی سے ان کو ابوطاہر مدنی سے ان کو شیخ ابراہیم سے ان کو شیخ احمد قشاشی سے ان کو شیخ محمد شناوی سے ان کو شیخ صبغۃ اللہ سے ان کو وجیہ ا ین گجراتی سے ان کو محمد غوث گوالیاری متوفی ۹۷۰ھ سے ان کو شیخ حاجی ظہور سے ان کو ہدایت اللہ سرمست سے ان کو شیخ مدار سے ان کو شیخ بایزید بسطامی سے۔

(مقالات طریقت معروف بہ فضائل العزیزیہ ص ۱۸۷ مرتبہ محمد عبدالرحیم صاحب ضیا)

شجرہ عالیہ مداریہ مولانا احمد حسن مدرس اسلامیہ واقع کانپور

مرید وخلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

مولانا احمد حسن، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت مولوی میاں جیو نور محمد تھانوی، حضرت شیخ المشائخ حاجی عبدالرحیم ولایتی، حضرت شاہ عبدالباری امروہوی، حضرت شاہ عبدالہادی، حضرت شاہ عزا ا ین، حضرت محمد مکی، حضرت شاہ محمدی، حضرت شاہ محب اللہ الہ آبادی، حضرت شیخ ابوسعید، حضرت شیخ نظام ا ین، حضرت شیخ نظام ا ین، حضرت شیخ جلال ا ین، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اودہی حضرت بڈھن بہرائچی، حضرت سید اجمل بہرائچی، حضرت امام الطریقت برہان الحقیقت سید بدیع ا ین قطب المدار قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ حضرت طیفور شامی، حضرت عین ا ین شامی، حضرت عبداللہ علمبردار، حضرت امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔ (نقل از تذکرۃ المتقین ج ۲، ص ۱۱۷)

سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ محمد شیر میاں پیلی بھیتی

حضرت شاہ محمد شیر میاں، حضرت احمد علی شاہ درگاہی رامپوری، حضرت شاہ جمال ا ین رامپوری، حضرت قطب ا ین حضرت خواجہ زبیر حضرت محمد نقشبند حضرت خواجہ معصوم حضرت شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی حضرت شیخ عبدالاحد حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی سید بڈھن بہرائچی حضرت سید اجمل بہرائچی، حضرت سید بدیع ا ین قطب المدار، حضرت خواجہ بایزید بسطامی

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(جواہر ہدایت عبدالقدیر میاں تذکرۃ المتقین ج دوم ص ۱۷۲)

ان مذکورہ شجرات سے بھی واضح ہوگیا کہ سرکار سرکاراں حضرت سید بدیع ا ین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے پیر و مرشد سلطان العارفین بایزید بسطامی عرف طیفور شامی ہیں اور حضرت سلطان العارفین کی سن وفات بقول راجح ۲۶۱ھ ہے اور حضرت قطب المدار کے اکثر سوانح نگار لکھتے آرہے ہیں کہ ۱۶ رسال کی

عمر میں مسجد اقصیٰ کے صحن میں ۲۵۹ھ میں سلطان العارفین بایزید بسطامی طیفور شامی رضی اللہ عنہ سے آپ مرید ہوئے اور مرشد برحق کی معیت میں رہ کر نعمات وعرفان سے مستفیض ومستفید ہوتے رہے اس لئے ۲۴۲ھ صاحب عالم ہی کو آپ کی سن ولادت ماننا صحیح اور راجح اور مدلل ومبرہن ہے۔

جن حضرات نے ۸۶ھ یا ۱۸۲ھ یا ۳۰۰ھ یا ۴۴۲ھ سن وا ت قطب المدار تحریر کیا ہے ان کا قول مرجوح ،شواہد وحقائق وقرائن کے خلاف ہے۔اور غیر محقق ہے۔ اکثر سوانح نگاروں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ پانچ واسطوں سے آپ کا سلسلہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ چنانچہ "اخبار الاخیار" میں ہے:

"شاہ بدیع ا ین مدار عجائب احوال وغرائب اطوار از وے نقل می کنند گویند کہ وے در مقام صمدیت کہ از مقامات سالکان است بود تا دوازدہ سال طعام نخورد ولباسے کہ یکبار پوشیدہ بار دیگر احتیاج بتجدید غسل او نہ شدو اکثر اوقات برقعہ برو کشیدہ بودے، گویند ہر کہ انظر بر جمال او افتادے بے اختیار بسجود کردی سلسلۂ او بہ سبب کبر سنی یا بجہتے دیگر بہ پنج وشش واسطہ بحضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پیوند۔ (اخبار الاخیار فارسی محدث عبدالحق دہلوی)

یعنی شاہ بدیع ا ین مدار رحمۃ اللہ علیہ کہ لوگ آپ کے عجیب وغریب حالات بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ آپ مقام صمدیت پر فائز تھے اکثر اوقات چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے جس کی نظر پڑ جاتی تھی وہ بے اختیار ہو کر سجدے کرتا، کہتے ہیں کہ درازیٔ عمر کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے پانچ اور چھ واسطوں سے آپ کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

"طبقات شاہجہانی" میں ہے:

"حضرت بدیع ا ین مدار قدس سرہ سال ہشت صدی ہجری آخری سلطنت شاہ گیتی ستاں صاحب قرآن

"پیش از وفات امیر تیمور گورگاں بہفت سال انتقال نمودہ احوال ومقامات وے عجیب وغریب است، عمر طویل یافتہ سلسلہ خلافتش چہار واسطہ بصدیق اکبر رضی اللہ عنہ، می رسد وایں سلسلہ بجہت وسائط از اقرب سلاسل در کشف اشراق بر دلہا وادراک معانی بغایت مرتبہ اعلیٰ دارد وہر کہ او را دیدی بے اختیار سجدہ کردے بجہت انوار الٰہی کہ در جبہ وے تاباں بود ہمیشہ برقعہ پوشیدہ بودے مگر روزے عام کہ نقاب از چہرہ برانداختے آن روز بہر کرا ہر چہ مشکل بودے پیش وے آوردے وحل مشکلات خود نمودے احیائے اموات وعدم اکل شرب وسپیدی جامہائے بے شست وشوئے گاذر از جملہ کرامات وے بود واز خلفائے نامدار واصحاب کرام بسیار بودند ہمہ بظاہر شریعت آراستہ"۔

(طبقات شاہجہانی)

حضرت بدیع ا ین شاہ مدار قدس سرہ نے شاہ گیتی ستاں صاحب قرآں کے آخری دور حکومت میں امیر تیمور گورگاں کی وفات سے سات سال قبل اس جہان فانی سے پردہ فرمایا۔ آپ کے احوال ومقامات عجیب وغریب ہیں طویل عمر پائی آپ کی خلافت کا سلسلہ چاروں واسطوں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے دوسروں سلسلوں کی بہ نسبت آپ کا سلسلہ قریب تر وسائط کی وجہ سے دلوں پر کشف واشراق اور ادراک معانی حقیقت کے باب میں ہایت اعلیٰ مرتبہ رکھتا ہے جو کوئی آپ کو دیکھتا بے اختیار سجدہ کرتا ان انوار الٰہی کے سبب جو آپ کی پیشانی میں تاباں تھے مگر بار عام کے دن نقاب چہرے سے اٹھا دیتے اس دن کسی کو جو بھی مشکل پیش ہوتی آپ اس کا حل فرماتے سو مردوں کو زندہ کرنا، کھانے پینے سے بے نیاز رہنا بغیر دھوبی کے دھوئے کپڑوں کا سفید وصاف رہنا آپ کی جملہ کرامات سے ہے۔ آپ کے خلفاء نامدار واصحاب کرام کثیر تعداد میں ہوئے جو بھی ظاہری شریعت سے آراستہ تھے۔

"تذکرۃ الکرام" میں ہے حضرت بدیع ا ین شاہ مدار شیخ طیفور بسطامی کے مرید وخلیفہ تھے"۔

(تذکرۃ الکرام تاریخ خلفاء عرب واسلام ص ۴۹۳)

اخبارالاخیار طبقات شاہجانی اور سفینۃ الاولیاء کی مذکورہ عبارتوں سے واضح ہے کہ سرکار مدارالعالمین کی نسبت ارادت وخلافت بوجہ کبرسنی یا کسی دوسری بنا پر پانچ واسطوں سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔اوراقل وسائط واقرب سلاسل ہونے کی وجہ سے قلوب سالکین ودلہائے مؤمنین پرکشف وشراق میں نہایت اعلیٰ وافضل مرتبہ رکھتی ہے اورقلت وسائط سلطان المفردین کی طویل العمری کا پتہ دیتی ہے اورقربت نبوی کی طرف مشیر ہے۔

(نصیبۃ الابرارفی ظل وقت المدار)

حضرت مدار پاک رضی اللہ عنہ کو نہ صرف سلطان العارفین بایزید بسطامی طیفورشامی رضی اللہ عنہ سے بیعت وخلافت حاصل تھی بلکہ دوسرے مشائخ نے بھی آپ کواجازت وخلافت سے نوازاہے۔ان مشائخ کے شجرات میں بھی سیدنا مدارالعالمین رضی اللہ عنہ اورحضوررحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف پانچ واسطے آتے ہیں چنانچہ مفتی اعظم ہنداورفاضل بریلوی کے پیرومرشد سیدابوالحسین احمدنوری میاں صاحب برکاتی مارہروی قدس سرہ اپنا شجرہ مداریہ نقل کرتے ہیں جس میں مدار پاک اورحضورعلیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان صرف چارواسطے نقل فرماتے ہیں:

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ وصحبہ اجمعین اما بعد. فیقول الفقیر ابوا لحسن عفی عنہ اجازنی بالسلسۃ البدیعیۃ المداریۃ جدی ومرشدی السید آل رسول الاحمدی قدس سرہ عن الحضرۃ اچھے میاں صاحب، عن ابیہ السید حمزہ میاں عن جدہ السید آل محمد الکالفوی، عن ابیہ السید احمد عن جدہ السید محمد صاحب عن جمال الاولیاء عن الشیخ قیام الدین عن الشیخ قطب الدین عن السید جلال عبدالقادر عن السید مبارک عن السید اجمل عن العارف الاجل الکامل الاکمل مولانا بدیع الدین والدین المدار المکنفوری عن الشیخ عبداللہ شامی عن الشیخ عبدالاوّل عن الشیخ امین الدین عن امیر المؤمنین علی رضی اللّٰہ عنہ عن سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم .

(النوروالبہاء مطبوعہ وکٹوریہ پریس بدایوں ص۲۷،ابوالحسین نوری میاں مارہروی)

ترجمہ:۔تمام تعریفیں اللہ کے لئے جوعالمین کارب ہے درودوسلام اللہ تعالیٰ کے رسول اوران کے تمام آل واصحاب پر بعد درودوسلام کے فقیرابوالحسین احمدنوری عفی عنہ کہتا ہے کہ مجھے سلسلہ عالیہ بدیعیہ مداریہ کی اجازت میرے دادااورمرشدسید آل رسول احمدی قدس سرہ نے دی ان کوحضرت اچھے میاں صاحب نے ان کووا سیدحمزہ میاں نے ان کوان کے داداسیدآل محمدصاحب نے ان کوصاحب برکات مارہروی نے ان کوسیدفضل اللہ کالپوی نے ان کوان کے وا سیداحمد نے ان کوان کے داداسیدمحمدصاحب نے ان کوجمال الاولیاء نے ان کوشیخ قیام ا ین نے ان کوشیخ قطب ا ین نے ان کوسید جمال عبدالقادر نے ان کوسیدمبارک نے ان کوسیداجمل بہرائچی نے اوران کوعارف اجل کامل اکمل مولانابدیع الحق وا ین مدارمکنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دی ان کو(۱) شیخ عبداللہ ان کو(۲) شیخ عبدالاوّل نے ان کو(۳) شیخ امین ا ین نے ان کو(۴) امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے اوران کوسیدالمرسلین محمدصلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت وخلافت سے نوازا۔

اس شجرۂ مداریہ میں بھی مدارپاک سیدبدیع ا ین زندہ شاہ مداررضی اللہ تعالیٰ عنہ اورصاحب لولاک احمدمختارصلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف چار واسطے ہیں،شیخ عبداللہ شامی،شیخ عبدالاوّل،شیخ امین ا ین شامی،امیرالمؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اسی طرح مولوی سلامت اللہ مریدوخلیفہ شاہ اچھے میاں صاحب کاشجرۂ مداریہ حضرت اچھے میاں مارہروی سے آگے آخرسندتک تحریرکیاگیاہے۔اورمولانا عبدالقادربدایونی جومریدوخلیفہ مولانافضل رسول کے ہیں اوروہ مریدوخلیفہ شاہ عبدالمجید کے ہیں اوروہ مریدوخلیفہ شاہ اچھے میاں مارہروی کے ہیں،ان کاشجرۂ مداریہ بھی اسی سندکےساتھ مرقوم ہے۔(اکمل التواریخ)(تذکرۃ المتقین)

ان سبھی شجرات طیبات میں سرکارقطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورفخرموجودات احمدمختارصلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف چارواسطے مذکورہیں جن سے

حضرت مدار پاک رضی اللہ عنہ کی طویل عمری کا پتہ چلتا ہے اور آپ کے ۲۴۲ھ میں پیدا ہونے کی طرف سچی رہنمائی ہو رہی ہے۔ اس لئے ۲۴۲ھ کو ہی آپ کی سن ولادت ماننا صحیح و درست اور قول راجح ہے۔

اسی پر جمہور اصحاب سیر کا اتفاق ہے اس کے علاوہ دوسری تاریخیں غیر صحیح بے ثبوت اور شواہد و دلائل کے خلاف ہیں۔

سرکار قطب المدار کے شجرۂ نسب شریف سے بھی ۲۴۲ھ ہی صحیح ثابت ہوتا ہے چنانچہ قاضی حمیدا ین ناگوری قدس سرہ القوی نے اپنے ملفوظات میں آپ کا شجرۂ نسب اس طرح تحریر فرمایا ہے:

”آنحضرت لذا جلہ اولا دامجاد حضرت علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ واسم بدر آں عالی قدر سید علی حلبی ابن سید بہاؤا ین ابن سید ظہیرا ین ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسمٰعیل ابن امام الائمہ سید جعفر صادق ابن امام الاسلام سید محمد باقر ابن امام ا ارین امام زین العابدین ابن امام الشہداء امام حسین ابن امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ“۔

ونسب مادر وے نام وا ہ ماجدہ آنحضرت فاطمہ ثانیہ عرف فاطمہ تبریزیہ دختر سید عبداللہ بن سید زاہد ابن سید ابو محمد ابن سید ابو یوسف ابن سید ابو القاسم ابن سید عبداللہ محض ابن حضرت حسن مثنیٰ ابن امام العالمین حضرت امام حسن ابن امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

(تذکرۃ المتقین مؤلفہ حضرت سید میر حسن نور اللہ مرقدہ) (منتخب العجائب ص ۵)

کتب سیر میں حضرت سید بدیع ا ین مدار العالمین کے وا گرامی حضرت سید علی حلبی قدوۃ ا ین قدس سرہ کی تاریخ ولادت ۱۷ر رجب المرجب ۲۱۹ھ تحریر ہے۔ (جمال مداریت، ذوالفقار بدیع، جدید مدار اعظم ص ۲۳)

اور سن وفات ۳۱۶ھ لکھا ہوا ہے۔ نیز سرکار سیدنا مدار پاک رضی اللہ عنہ کے استاد گرامی حضرت حذیفہ مرعشی شامی کی تاریخ وفات باختلاف روایت ۲۵۶ھ اور ۲۷۲ھ تحریر ہے۔

(اقتباس الانوار، اسلامی بڑی تقویم ممبئی)

لہٰذا ان حقائق وشواہد وقرائن کی روشنی میں یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہوگئی کہ سرکار مدار العالمین رضی اللہ عنہ کی تاریخ ولادت یکم شوال المکرم ۲۴۲ھ ہی صحیح اور درست ہے۔

★★★

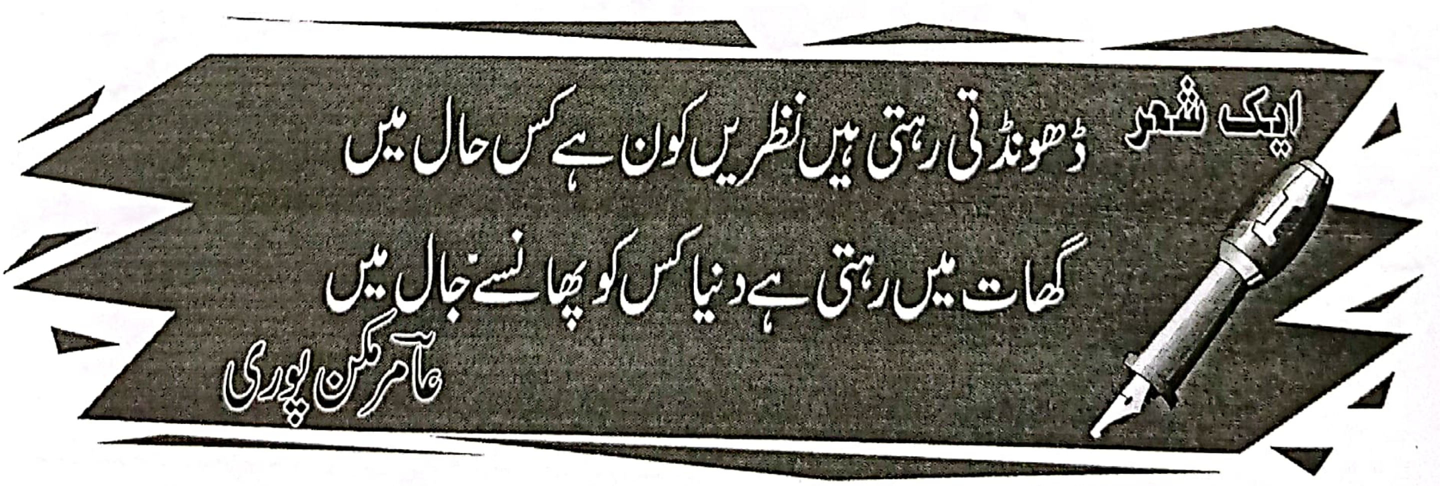

کچھ سلگتے سوال اور ان کے جواب

ابوالحماد مفتی محمد اسرافیل حیدری

سوال:۔کیا حضور غوث پاک، حضور خواجہ معین الد ین چشتی، حضرت صابر پاک اور حضور مدار پاک جیسے بزرگوں کے حسب ونسب اوران کی سیادت پر بھی کوئی اختلاف کیا گیا ہے؟

جواب:۔اس میں کوئی شک نہیں کہ کلام مجید سارے عالم کے لئے ہدایت وارشاد کی اصل ہے اللہ پاک نے اس کی آیات کو تین درجوں میں تقسیم فرمائی ہے۔بعض آیات محکمات ہیں تو بعض مجملات اور بعض ایسی متشابہات ہیں جن کے معانی ومطالب اللہ پاک رسول علیہ السلام کے درمیان صیغۂ راز ہیں۔یہ تو کلام مجید کی بات ہے جوصفات باری تعالیٰ سے عبارت ہے۔اولیاء اللہ ومحبوبان بارگاہ الہ جوذات باری تعالیٰ کے مظاہر ونائبین ہیں ان کو بھی تین درجنوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔ان میں اکثر وہ ہیں جن کا عرفان عوام وخواص کو کسی نہ کسی طرح ہوجاتا ہے اور بعض وہ ہیں جنہیں خواص الخواص جانتے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کی شناخت وعرفان کما حقہ اخص الخواص بھی نہیں کرپاتے مگر جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔غالباً انہیں سے متعلق یہ حدیث قدسی ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری میرے محبوب اولیاء میرے قبائے رحمت کے نیچے ہیں میرے سوا ان کا عرفان کسی کو نہیں ہے۔حضرت سید بدیع ا ین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ جو قطب المدار فرد الافراد ہیں آپ کی ذات وصفات کے علم وعرفان سے بھی بڑے بڑے عارف محروم ہیں اور آپ کے حالات واوصاف بیان کرنے میں سخت اضطراب میں ہیں۔چونکہ آپ اسلام حقیقی حاصل کرکے غرائب الاطوار عجائب الاحوال کے مراتب پر متمکن ہیں اس لئے آپ کے بعض سوانح نگار سخت حیرت وتعجب میں پڑ کر حق وحقیقت سے ہٹ گئے ہیں۔نیز آپ کا سلسلۂ عالیہ کے معاندین ومنکرین کی بھی ایک جماعت ہے جو اپنی تحریروں میں قصداً واہیات واغلوطات کی آمیزش کرتی رہتی ہے۔اس لئے ضرورت ہے کہ آپ کی سوانح حیات پر جوشبہات کی گرد جمانے کی مذموم کوششیں کی گئی ہیں اسے صاف کردیا جائے اور ارباب تحقیق کے لئے راستے روشن کردیئے جائیں۔

نام نامی:۔حضور زندہ شاہ مدار کا نام بدیع ا ین احمد ہے ابوتراب کنیت ہے۔قطب المدار مرتبہ ہے اور زندہ شاہ مدار، مدار العلمین، مدار جہاں وغیرہ القاب ہیں۔

پیدائش:۔حضور سرکار سرکاراں سید بدیع ا ین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم شوال دوسو بیالیس ہجری کو ملک شام کے شہر حلب کے قصبہ چنار میں پیدا ہوئے، آپ جب پیدا ہوئے تو ہذا ولی اللہ ہذا ولی اللہ کی صدائیں فضا میں گونج رہی تھی۔آپ کے وا گرامی کا نام نامی قاضی سید قدوۃ ا ین علی حلبی ہے اور وا ہ ماجدہ کا نام پاک سیدہ فاطمہ ثانیہ عرف بی بی ہاجرہ ہے۔

نسب نامہ زندہ شاہ مدار:۔قاضی حمید ا ین ناگوری قدس سرہ القوی نے اپنے ملفوظات میں آپ کا شجرۂ نسب اس طرح نقل کیا ہے۔

آنحضرت از اجلہ اولاد امجاد حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ واسم پدر آں عالی قدر سید علی حلبی ابن سید بہاءا ین ابن سید ظہیرا ین ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسماعیل ابن امام الائمہ سید جعفر الصادق ابن امام الاسلام سید محمد باقر ابن امام ا ار ین امام زین العابدین ابن امام الشہداء امام حسین ابن امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

آپ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد میں سے ہیں بہت بزرگ ہستی کے مالک ہیں آپ کے وا ماجد کا اسم گرامی سید علی حلبی ابن بہاءا ین ابن سید ظہیر ا ین ابن سید احمد ابن سید محمد ابن سید اسماعیل ابن امام الائمہ سید جعفر الصادق ابن امام الاسلام سید محمد باقر ابن امام ا ار ین امام زین العابدین ابن امام الشہداء امام حسین ابن امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

نسب نامہ مادری:۔

ونسب مادر ونام وا ہ ماجدہ آنحضرت فاطمہ ثانیہ عرف فاطمہ تبریزیہ دختر سید عبداللہ ابن سید زاہد ابن سید ابو محمد ابن سید صالح ابن سید ابو یوسف ابن سید ابو القاسم ابن سید عبداللہ محض ابن حضرت حسن مثنیٰ ابن امام العلمین امام حضرت حسن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

(منتخب العجائب قلمی ص/۵)

اور وا ہ ماجدہ کا نسب نامہ یہ ہے وا ہ ماجد کا نام نامی فاطمہ ثانیہ عرف فاطمہ تبریزیہ ہے جو دختر ہیں سید عبداللہ کے وہ صاحبزادے ہیں سید زاہد ابن سید ابو محمد ابن سید ابوصالح ابن سید ابو یوسف ابن سید ابو قاسم ابن سید عبداللہ محض ابن حضرت حسن مثنیٰ ابن امام العمین حضرت امام حسن ابن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

یہ نسخہ ناچیز کے کتب خانے میں موجود ہے۔

سیادت سے متعلق بزرگوں کے اقوال:۔ اور رسالہ مولانا عبدالباسط قنوجی میں بھی آپ کا شجرۂ نسب اسی طرح درج ہے۔ فرماتے ہیں:

بدانکہ کنیت آنحضرت ابوتراب ولقب شاہ مدار ونام سید بدیع ا ین است آنحضرت از جانب پدر حسینی واز مادر حسنی است وایں نسب نامہ صحیح از مکتوبات مخدوم قاضی حمید ا ین ناگوری نوشتہ شد سید بدیع ا ین ابن سید علی حلبی الخ وطنش حلب تاریخ تو عزہ ماہ شوال وقت فجر روز دوشنبہ درسنہ سہ صد ہجرۃ النبوی حیاتش پانصد سال

(حاشیہ تذکرۃ المتقین اول ص ۱۱۷ مطبوعہ ۱۳۱۵ھ)

معلوم ہو کہ آنحضرت کی کنیت ابوتراب ہے۔ لقب شاہ مدار ہے اور نام نامی سید بدیع ا ین ہے آپ وا ماجد کی طرف سے حسینی ہیں اور وا ہ ماجدہ کی طرف سے حسنی ہیں۔ مخدوم قاضی حمید ا ین ناگوری کے مکتوبات سے یہ صحیح نسب نامہ درج کیا گیا ہے سید بدیع ا ین ابن سید علی حلبی الخ۔ آپ کا وطن حلب ہے تاریخ ولادت یکم شوال روز دوشنبہ تیسری صدی ہجری ہے آپ کی حیات پانچ سو سال ہے۔

مرآۃ الانساب میں آپ کا شجرۂ نسب اس طرح درج ہے یعنی حضرت سید بدیع ا ین قطب المدار سید علی سید بہاءا ین سید ظہیرا ین سید اسماعیل ثانی سید محمد سید اسماعیل اول سیدنا جعفر الصادق رضی اللہ عنہ (مرآۃ الانساب، ص ۱۵۶۔۱۵۷)

حضرت سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

یا ولدی ان شیعتک لمحمدیۃ وتربتک فاطمیۃ وبذرک علویۃ ومیلادک حلبیۃ

یعنی اے صاحبزادے بلاشبہ تمہاری اصل محمدی ہے مٹی فاطمی ہے اور نسل علوی ہے اور پیدائش حلبی ہے عنقریب

سیجعلک اللہ مدار الکرامات ومحار العلامات. اللہ تعالیٰ تم کو کرامتوں کا مدار اور علامتوں کا محور بنادے گا۔

(الکوکب ا راریہ ص ۲۹، شیخ احمد بن محمد قانی مطبع مجیدیہ مدراس)

حضرت علامہ احمد ابن محمد قانی قطب المدار کی ایک منقبت میں آپ کے عالی نسب کی ترجمانی اس طرح کرتے ہیں۔

باسم و کنیة مشابه جده هٰذا علی بو تراب یمدح

یعنی حضرت زندہ شاہ مدار نام اور کنیت میں اپنے دادا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مشابہ ہیں جن کی ابوتراب کہہ کر مدحت کی جاتی ہے۔

السید ابن السید ابن السید عنه العواطر فی الدنا تترشح

یعنی آپ سید ابن سیّد ابن سید ہیں آپ ہی سے دنیا میں عطر پاشیاں ہوتی ہیں بادشاہ شاہجہاں کے صاحبزادہ داراشکوہ برادر شہنشاہ عالمگیر اورنگزیب نے اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں تحریر کیا ہے کہ حضرت سید بدیع ا ین کالقب شاہ مدار ہے، شیخ محمد طیفور شامی کے مرید ہیں آپ کی نسبت واردات یا تو بوجہ کبرسنی یا کسی دوسری بناپر پانچ چھ واسطوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے۔ آپ سے عجیب وغریب کرامات اور حالات، مشاہدے میں آئے ہیں۔ حضرت شاہ مدار کا درجہ اور مرتبہ بہت بلند ہے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ کہتے ہیں بارہ سال تک آپ نے کچھ نہیں کھایا، جو کپڑے ایک مرتبہ پہن لئے پھران کو دوبارہ دھونے کی ضرورت نہ پیش آئی، ہمیشہ صاف اور پاک رہتے۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ نے لکھا ہے کہ آپ مقام صمدیت پر فائز تھے، یہ سالکوں کا مقام ہے اور حق تعالیٰ نے آپ کو وہ حسن وجمال عطا فرمایا تھا کہ جو آپ کو دیکھتا سجدہ میں گرجاتا اس لئے ہمیشہ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے۔ آپ کی وفات ۸۴۰ھ کو ہوئی، مزار مکن پور میں واقع ہے جو قنوج کے مضافات میں ایک موضع ہے۔ ہر سال جمادی الاول کے مہینے میں (۱۶/۱۷/ جمادی الاوّل) آپ کا عرس ہوتا ہے جس میں پانچ چھ لاکھ آدمی شریک ہوتے ہیں اور اطراف وجوانب ہندوستان سے روضہ شریف کی زیارت کو حاضر ہوتے ہیں اور نذرانے پیش کرتے ہیں اور آج بھی عجیب عجیب واقعات دیکھنے میں آتے ہیں۔ اہل ہندوستان کے چار حصوں میں دو حصہ وضیع وشریف تو حضرت غوث اعظم سید محی ا ین عبدالقادر جیلانی کے مرید ہیں اور اشراف زیادہ تر ایک حصہ شاہ مدار کے مرید ہیں اور ادنیٰ درجہ کے بیشتر اور نصف حصہ خواجہ معین ا ین چشتی کے مرید ہیں، اور بقیہ نصف حصہ مخدوم بہاء ا ین زکریا ملتانی قدس اللہ اسرارہم کے مرید ہیں۔ (سفینۃ الاولیاء ص ۲۳۶ شہزادہ داراشکوہ قادری ترجمہ محمد علی لطفی)

مشہور مؤرخ صاحب تاریخ جدولیہ حضور مدار پاک کی مدحت سیادت وشرافت اس طرح فرماتے ہیں:۔

”سید بدیع ا ین ملقب شاہ مدار ۸۳۸ھ درویش کامل ہیں مرقد منورہ آپ کا مکن پور علاقہ اودھ میں ہے، کہتے ہیں کہ تین سو برس سے زیادہ عمر ہوئی تھی اور عورت سے واقف نہ تھے اور مرید شیخ محمد طیفور شامی کے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے بارہ برس طعام نہیں کھایا اور بہ سبب کمال حسن کے برقع سر پر ڈالے رہتے تھے تاکہ مردماں محو نظارہ نہ ہوں وسجود سے بازرہیں“۔

(تاریخ جدولیہ مصنفہ منشی خادم علی مطبوعہ ۱۸۵۴ء/۱۲۷۰ھ)

اسی طرح بدایوں شریف کی ایک تاریخی کتاب میں درج ہے:۔

”شیخ محمد جہندہ ......آپ مرید وخلیفہ حضرت سیدنا قطب الاقطاب حضرت سید بدیع ا ین قطب المدار کے تھے۔

(بدایوں قدیم وجدید، مرتبہ نظامی بدایوں مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء)

خزینۃ الاصفیاء کا مصنف رقمطراز ہے کہ صاحب معارج الولایت نے آپ کا مادری وپدری شجرۂ نسب اس طرح تحریر کیا ہے:

شجرۂ انساب پدری ومادری بدیں طور تحریر فرمود کہ شیخ حضرت سید بدیع ا ین پسر شیخ علی است ونام وا ہ ماجدہ وے بی شجرہ پدری اور مادری اس طور پر تحریر کیا ہے کہ شیخ حضرت سید بدیع ا ین شیخ علی کے صاحبزادے ہیں آپ کی

بی ہاجرہ بود و شیخ بدیع ا ین از اہل قریش است۔ وا ہ ماجدہ کا نام ہاجرہ بی بی ہے اور شیخ بدیع ا ین اہل قریش سے ہیں۔

(خزینۃ الاصفیاء ص ۳۱۱، ج ۲)

صاحبزادہ محمد مستحسن فاروقی اپنے ایک مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ مدار حسنی وحسینی سید ہیں وا ماجد کا نام سید علی حلبی ہے۔ سلسلۂ نسب چند واسطوں سے سیدنا امام حسین علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔ حضرت شیخ بدیع ا ین المعروف بہ قطب المدار بن سید علی حلبی بن سید بہاء ا ین ابن سید ظہیرا ین ابن سید احمد بن سید محمد بن سید اسمٰعیل بن سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا امام محمد باقر بن سیدنا امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین بن سیدنا علی بن ابی طالب۔

وا ہ ماجدہ کا اسم مبارک بی بی ہاجرہ اور لقب فاطمہ تھا ان کا سلسلۂ نسب سیدنا امام حسن علیہ السلام تک حسب ذیل طریقہ سے پہونچتا ہے۔ بی بی ہاجرہ ملقب بہ فاطمہ بنت سید عبداللہ تبریزی بن سید ابو محمد بن سید محمد عابد بن سید محمد صالح بن ابو یوسف ابن عبداللہ ثانی بن حسن مثنی بن سیدنا امام حسن ابن امام علی بن ابی طالب جناب سید علی حلبی قاضی قدوۃ ا ین کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے جن میں چوتھے صاحبزادے حضرت سید بدیع ا ین قطب المدار ہیں۔"

(ماہنامہ آستانہ دہلی ص ۷۹ جون ۱۹۵۹ء)

شاہ حبیب اللہ قنوجی کتاب "مناقب الاولیاء" میں لکھتے ہیں کہ حضرت سید بدیع ا ین مدار قدس اللہ سرہ کے وا ماجد سید علی حلبی ہیں اور آپ کی وا ہ خاص الملک حضرت سیدہ ہاجرہ ہیں۔"

(بحوالہ ماہنامہ المبارک کانپور مئی ۲۰۱۰ء سید محمد طلحہ بقائی نظامی)

بحر زخار تفسیر روح البیان مترجم رسالہ ابن عابدین شامی اور لطائف اشرفی کی عبادتوں سے مقام قطب المدار اور مرتبۂ زندہ شاہ مدار کتنا عالی کتنا روشن اور کتنا عظیم الشان ہے۔ ارباب فکر و دانش اور اصحاب علم و فضل پر مخفی نہیں رہ گیا ہے۔ اس عظیم الشان فضیلت نشان سردار اولیاء جہاں اکمل انسان قطب المدار اور زندہ شاہ مدار کا حسب و نسب بھی بہت ہی عالی شان لاریب و بے گمان ہونا ہی چاہئے۔

آئینہ:۔ حضرت سید بدیع ا ین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسب و نسب سے متعلق بعض سیرت نگاروں نے جس لاپرواہی اور کوتاہ نظری سے کام لیا ہے اور قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے حسب و نسب پر گرد و غبار چھانے کی جسارت کی ہے میں انہیں صرف آئینہ دکھانا چاہتا ہوں محققین سب کے چہرے اس میں دیکھ لیں گے۔

خزینۃ الاصفیاء کے مصنف مولانا غلام سرور لاہوری نے معارج الولایت کے حوالے سے ایک شجرۂ نسب وا کی طرف سے اس طرح بیان کیا ہے۔

از طرف وا :۔ شیخ بدیع ا ین بن شیخ علی بن شاہ طیفور بن شاہ کافور بن قطب بن اسمٰعیل بن محمد بن حسن بن علی بن طیفور بن بہاء ا ین محمد شاہ بن بدرا ین بن قطب ا ین بن عماد ا ین بن عبدالحافظ بن شہاب ا ین بن طاہر بن مطاہر بن عبدالرحمٰن ابن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم۔

اس شجرۂ نسب سے یہ تاثر قائم کیا گیا ہے کہ حضرت بدیع ا ین قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں۔ اس شجرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کل اٹھارہ واسطے بیچ کے ظاہر کئے گئے ہیں نویں دسویں اور گیارہویں صدی کی سیرت کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں یہ عجیب و غریب شجرہ مرقوم نہیں ہے اور نہ ہی قطب المدار حضرت زندہ شاہ مدار کے اہل خاندان و مشائخ مکنپور شریف میں کسی نے یہ شجرہ لکھا ہے اور اپنا یہ شجرہ بتایا ہے اس لئے یہ شجرہ بعد والوں کی وضع ہے، گڑھنت ہے۔

نزہۃ الخواطر کے مصنف مولانا عبدالحئی صاحب بھی نقل کرتے ہیں کہ:

وكان من الاولاد ابى هريرة الصحابى المشهور ينتهى اليه بأثنتى عشرة واسطة وقيل انه من اولاد سيدنا على بن ابى طالب رضى الله عنه وقيل غير ذالک.

(نزہۃ الخواطر ۳، ص ۲۸ حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب)

آپ مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں، بارہ واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابو ہریرہ تک پہونچتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ آپ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اس کے علاوہ بھی سلسلۂ نسب بیان کیا گیا ہے۔

صاحب نزہۃ الخواطر کے مطابق حضرت ابو ہریرہ والا سلسلۂ نسب صرف بارہ ہی واسطوں سے حضرت ابو ہریرہ تک پہونچ جاتا ہے۔ خزینۃ الاصفیاء اور نزہۃ الخواطر کی عبارتوں میں کتنا زیادہ فرق ہے قارئین کرام کو اندازہ لگ گیا ہوگا۔ ایک صاحب حضرت بدیع ا ین سے حضرت ابو ہریرہ تک بیچ میں اٹھارہ واسطے یعنی اٹھارہ باپ دادوں کے نام درج کر رہے ہیں تو دوسرے صاحب اس کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دونوں کے مابین صرف بارہ واسطے ہیں۔ چھ چھ ناموں کے اضافے کے باوجود علمائے اہلسنت آج تک کوئی صحیح ریمارک کرنے سے قاصر ہیں۔ ظاہر ہے اب بعد میں صاحب خزینۃ الاصفیاء کے مشرب کے لوگ وہی نقل کریں گے جو انہوں نے نقل کردیا ہے اور صاحب نزہۃ الخواطر کے مشرب کے لوگ وہی لکھیں گے جو صاحب نزہۃ الخواطر نے رقم کردیا ہے اور اس طرح داستان کذب وفریب دراز ہوتا چلا گیا ہے۔ اسی طرح بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بھی تحریر کیا ہے اور بعض نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بتایا ہے اور شیخ عبدالرحمٰن چشتی صاحب مراۃ المداری نے تو ساری تحقیق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حضرت قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کو انبیائے نبی اسرائیل کی اولاد سے بتادیا بنی اسرائیل کے نبی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں آپ کو لکھ مارا لیکن نہ ہی اس کا کوئی شجرہ تحریر کیا اور نہ ہی نسب نامہ، شیعان کنتور کی گڑھی ہوئی ایک کتاب ایمان محمودی کا حوالہ تحریر کردیا اور اس کو خلیفۂ قطب المدار حضرت قاضی سید محمود کنتور رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کردیا جس کتاب کا نہ تو کوئی صحیح پتہ ہے نہ اصلی حالت میں کسی لائبریری میں موجود ہے۔

نسخہ مراۃ مداری کا حال:۔ خود مراۃ مداری کا یہ حال ہے کہ اصل نسخہ کہیں بھی موجود نہیں ہے اور نقل کا یہ حال ہے کہ دوسو سال سے زائد عرصہ تک انگریزوں کی آغوش تربیت میں پلا، بڑھا اور پروان چڑھا اور جب ہندوستان میں اسے لانچ کیا گیا تو شیعی اور غیر اسلامی عقائد سے مملو کر کے لائبریریوں کو زینت بخش دیا گیا۔ سب سے پہلے مراۃ مداری کا اردو ترجمہ لکھنؤ کے ایک شیعہ مولوی سید عبدالعلی برادر عباد علی مالک مطبع اثنا عشری لکھنؤ نے شائع کیا اور اب دوسرا ترجمہ حال ہی میں ایک سنی عالم دین مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی صاحب نے ۲۰۰۹ء میں شائع کردیا ہے۔ جو بہرائچ شریف سے شائع ہوا۔ جناب ڈاکٹر عاصم صاحب مراۃ مداری کے حاشیہ میں شیخ عبدالرحمٰن کی موجودہ مراۃ مداری کو دیکھ کر اپنا تاثر اس طرح صفحۂ قرطاس کے حوالے فرماتے ہیں۔

> ''امام مہدی کے ذریعہ شاہ مدار کی تعلیم وتربیت کا واقعہ شیعی افتراء واختراع کا شاخسانہ معلوم ہوتا ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن چشتی جو اہل سنت سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے عقیدہ امام مہدی کے بارے میں جمہور اہل سنت سے ہٹ کر روافض کی افتراء پردازیوں کی تائید وتوثیق میں قیاسی دلائل وبراہین پیش کئے۔''
>
> (ص ۱۰۴)

یہ کتاب لندن گئی پھر انڈیا آئی یا پھر خود عبدالرحمٰن چشتی ہی قابل اعتبار مصنف نہیں ہیں بلکہ شیعیت زدہ ہیں۔ چنانچہ حاشیہ مراۃ مداری میں ایک دوسری جگہ ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں ''شیخ عبدالرحمٰن چشتی نے مشرب چشت کے جلیل القدر شیخ طریقت کے ملفوظات ''لطائف اشرفی'' سے مراۃ مداری میں استفادہ کیا

ہے، کاش اس مقام کو بغور پڑھ لیتے تو انہیں رافضی مزعومات کی تائید میں زور قلم صرف کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی اور وہ جمہور اہل سنت پر تعصب و تنگ نظری کا الزام عائد نہ کرتے۔

(مراۃ مداری مترجم ص ۱۰۹)

اس مقام پر موجودہ مراۃ مداری کی ایک اور عبارت پیش کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے جس میں اصل اسلامی نظریات سے ہٹ کر ایک عجیب و غریب فتویٰ نقل کیا گیا ہے جس پر آج تک کسی اسلامی مفتی یا مفکر نے اتفاق نہیں کیا ہے اور موجودہ مراۃ مداری کے سوا نہ ہی کسی دوسری دینی مذہبی کتاب میں یہ مرقوم ہے۔ مراۃ مداری میں ہے کہ:

علمائے دین مقرر نمودند که هر کس از مذهب مجتهدین خود انکار نماید یا از ان مذهب انتقال کند کافر گردد.	یعنی علمائے دین نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ جو شخص اپنے مجتہدین کے مذہب سے انکار کرے یا اس مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب و مسلک کو اختیار کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

جناب ڈاکٹر صاحب اپنے حاشیہ میں اس عقیدہ پر ریمارک کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”چونکہ تقلید محض واجب ہے لہٰذا اس کا منکر یا کسی ایک مسلک فقہ کو چھوڑ کر دوسرے مسلک فقہ کو اختیار کرنے والا کافر نہیں، تاریخ اسلام میں ایسی بہت ساری مثالیں ملتی ہیں کہ کسی نے اپنے امام کی تقلید کو ترک کر کے دوسرے امام کی تقلید اختیار کر لی مگر کسی نے اسے کافر نہیں قرار دیا۔“ (مراۃ مداری مترجم ص ۱۱۱، ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی) جیسے امام طحاوی اور امام عینی وغیرہ اور کہا جاتا ہے کہ خود حضور غوث پاک عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ پہلے شافعی المسلک تھے بعد میں حنبلی مسلک اختیار فرمالیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ تو کیا بقول عبد الرحمٰن چشتی معاذ اللہ یہ لوگ کافر ہو گئے؟

شجرۂ نسب میں اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش:۔ آمدم برسر مطلب حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے بے تحقیق حضرت ابو ہریرہ کی اولاد سے لکھ دیا تو کسی نے حضرت عمر خلیفۂ ثانی یا ثالث کی اولاد میں موسوم کر دیا اور جناب شیخ عبد الرحمٰن چشتی کی کتاب موجودہ مراۃ مداری میں انبیاء بنی اسرائیل کی اولاد میں لکھ مارا گیا اور اسی کتاب کو پڑھ کر تقریباً دس سے زائد تذکرہ نگار گمراہ ہوئے جس میں قصر عارفاں کا مؤلف بھی شامل ہے۔

حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ صحیح النسب حسنی حسینی سید ہیں۔ شجرۂ سیادت تحریر کرنے میں بعض بزرگوں سے سہو ہوا ہے۔ بحر زخار کے مصنف حضرت سید وجیہ الدین اشرف علوی گجراتی علیہ الرحمہ رقم فرماتے ہیں:

اسم شریفش بدیع الدین است بسبب ولایت قطب المداری ملقب به شاه مدار گشت پدر قطب المدار سید ابو اسحاق شامی بن زین العابدین حسینی ابن امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر بن امام زین العابدین ابن امام حسین شهید کربلا است۔ وبروایتے قدوۃ الدین بود از فرزندان خلیفۂ ثانی یا ثالث و شیخ المحدثین شیخ عبد الحق دہلوی اور اخبار الاخیار حضرت قطب المدار را سید نوشته و نام مادرش بی بی ہویدیٰ۔ (بحر زخار قلمی ص ۹۷۷، ج سوم کا تیسرا حصہ)	یعنی آپ کا اسم شریف بدیع الدین احمد ولایت قطب المداری کے سبب شاہ مدار لقب دے دیا گیا قطب المدار کے والد گرامی سید ابو اسحاق شامی بن زین العابدین حسینی بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا ہیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ کے والد قدوۃ الدین تھے جو حضرت خلیفۂ ثانی یا ثالث کی اولاد میں سے تھے اور شیخ المحدثین شیخ عبد الحق دہلوی نے اخبار الاخیار میں حضرت قطب المدار کو سید تحریر کیا ہے اور ان کی ماں کا نام بی بی ہویدیٰ ہے۔

اسرار العارفین کا مصنف حضرت مدار پاک رضی اللہ عنہ کا شجرۂ سیادت اس طرح نقل کرتا ہے ''منشا سلسلۂ ایں گروہ سید شاہ بدیع ا ین مدار سے ہے ان کا وطن حلب ہے اور سادات کاظمی موسیٰ الحسینی سے ہیں چنانچہ بحر الانساب میں لکھتے ہیں کہ سید بدیع ا ین احمد مدار بن (۲) سید علی حلبی بن (۳) سید غفور حلبی بن (۴) سید عبد الرزاق حلبی بن (۵) سید عبد الوہاب حلبی بن (۶) سید زاہد حلبی بن (۷) سید برہان ا ین حلبی بن (۸) سید ابراہیم حلبی بن (۹) سید عبد الرحمٰن حلبی بن (۱۰) سید قاسم ابن (۱۱) سید احمد بن (۱۲) سید یٰسین بن (۱۳) حضرت امام موسیٰ کاظم ابن (۱۴) حضرت امام جعفر صادق''۔

(اسرار العارفین فی احوال العاشقین مؤلف حضرت مولانا حافظ شاہ شبیر احمد چشتی قادری بارہ بنکوی ثم احمد آبادی ص ۱۵۶)

اس شجرہ میں مدار پاک کو حضرت سید علی حلبی کا بیٹا لکھا گیا ہے لیکن بعد کے نام صرف اسی کتاب میں درج ہیں ابو اسحاق شامی کو موجودہ مراۃ مداری میں اولاد پاک نہاد انبیاء بنی اسرائیل سے تحریر کیا گیا ہے۔ ایک آدمی کے کتنے باپ ہوتے ہیں؟ ایک اور صرف ایک۔ نہ جانے ان سیرت نگاروں کے پاس کہاں سے الہام ہوا۔ تذکرہ نگاروں کے اختلافات کہاں نہیں ہیں؟ صحابۂ کرام، تابعین کرام کے شجرات اور ان کے آباء واجداد کے ناموں میں شدید اختلاف ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے وا کے بارے میں پانچ سے زائد اقوال نقل کئے گئے ہیں جس میں حضرت ابو ہریرہ اور ان کے وا کے ناموں کا اختلاف ظاہر کیا ہے۔ علامہ عبد البر نے متعدد حوالوں سے حضرت ابو ہریرہ کے وا کے بارے میں نام درج کیا ہے۔ عبد اللہ ابن عامر، ہریرہ بن عشرقہ، سُکین بن عبد اللہ عبد الشمس، عبد نہم بن عامر، عبد عمرو بن عبد غنم، کردوس بن عامر۔

(استیعاب ج ۴، ص ۱۷۶۹)

قارئین سمجھ رہے ہونگے کہ ایک ابو ہریرہ کے کئی عربی نام تو ہوسکتے ہیں مگر پانچ پانچ باپ نہیں ہوسکتے وا تو صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کا ایک شجرہ صحیح ہے جو ان کے اہل خاندان، مشائخ مکنپور شریف اور جمہور اہل سیر کے نزدیک معتمد ومقبول ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے نسب میں اختلاف:۔ حضرت خواجہ غریب نواز معین ا ین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے نسب نامہ میں اختلاف ہے۔ معین الارواح کے مصنف سلطان الہند حضرت سید ناسرکار خواجہ غریب نواز کا نسب نامہ پدری متعدد کتب تاریخ وسیر کے حوالے سے اس طرح تحریر کیا ہے۔ خواجہ معین ا ین حسن بن (۲) خواجہ سید غیاث ا ین (۳) بن سید سراج ا ین بن (۴) سید عبد اللہ بن (۵) سید عبد الکریم بن (۶) سید عبد الرحمٰن بن (۷) سید اکبر بن (۸) سید ابراہیم بن (۹) امام موسیٰ کاظم بن (۱۰) امام جعفر الصادق بن (۱۱) امام محمد باقر بن (۱۲) امام زین العابدین بن (۱۳) سید الشہداء حضرت امام حسین بن (۱۴) حضرت سید نا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور صاحب مراۃ الاسرار ومراۃ مداری شیخ عبد الرحمٰن چشتی نے آپ کا شجرۂ نسب یوں بیان کیا ہے۔ خواجہ معین ا ین بن خواجہ سید غیاث ا ین بن خواجہ نجم ا ین طاہر بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن سید نا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ظاہر ہے کہ حضور خواجہ پاک کا اس میں سے وہی شجرہ صحیح ہے جسے جمہور صحیح مانتے ہیں۔

حضور غوث پاک کے حسب ونسب میں اختلاف:۔ اسی طرح حضور غوث پاک محی ا ین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے شجرۂ نسب کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض لوگوں نے آپ کی سیادت کا ہی انکار کردیا ہے جیسے عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب۔ اسی شک وشبہ کو دور کرنے کے لئے اپنے وقت کے محدث اعظم حضرت شیخ ملا علی قاری نے حضور غوث پاک کی سیادت ثابت کرنے کے لئے ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام نامی نزہۃ الخاطر الفاطر ہے۔

جناب مولانا احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی سے استفتاء کیا گیا کہ شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سید نہیں ہیں اور نہ

حسن مثنیٰ کی اولاد میں ہیں مہربانی فرما کر کتب معتبرہ شیعہ وسنی سے نقل عبارت مع صفحہ ونام تحریر فرمائیں۔آپ جواب لکھتے ہیں ’’حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطعاً اجل سادات کرام سے ہیں، حضور کی سیاست متواتر ہے.........رافضیوں کے یہاں تو معیار سیادت رفض ہے سنی کیسا ہی جلیل القدر سید ہوا سے ہرگز سید نہ مانیں گے اور کوئی کیسا ہی رذیل قوم کا آج رافضی ہوجائے کل سے میر صاحب ہے‘‘۔سَيَعْلَمُوْنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ. وَاللہ تعالیٰ اعلم.

(فتاویٰ رضویہ ص ۲۲۹، ج دوازدہم کتاب الشتیٰ)

حضرت صابری کلیری کے حسب ونسب میں اختلاف:۔ حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کو مراۃ الاسرار میں انبیاء بنی اسرائیل کی اولاد میں لکھا ہے جبکہ آپ کا شجرۂ نسب حقیقت میں حضور غوث پاک کے شجرۂ سیادت سے ملتا ہے۔مراۃ الانساب کلاں میں ضیاء ا ین احمد علوی مجددی نے آپ کو حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بتایا ہے اور شجرہ بھی تحریر کیا ہے۔سید علاء ا ین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبداللہ بن سید فتح اللہ ابن سید نور محمد ابن سید احمد بن سید غیاث ا ین ابن سید بہاء ا ین بن سید داؤد بن سید تاج ا ین ابن سید محمد ابن ضیاء ا ین علی بن سید اسماعیل اول ابن سید امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔ (مراۃ الانساب ص ۱۵۷، مطبوعہ ۱۳۳۵ھ)

روافض وخوارج نے بزرگوں کے نسب ناموں میں تحریف کی ہے:۔ جمہور اہلسنت کے نزدیک شجرۂ سیادت ہی مسلم ہے۔غرضیکہ اکابر اولیاء اللہ کے حالات وشجرات میں خلط ملط اختلافات واختراعات کردئے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود محققین کے نزدیک جو حق اور سچ ہے وہی مسلم ہے وہی مستند ہے اسی کا رواج ہے وہی صحیح منہاج ہے۔روافض وخوارج نے انگریزوں سے ساز باز کر کے حضور سید نا بدیع ا ین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے شجرۂ طیبہ طاہرہ میں شک وارتیاب پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور ان کے دام تذویر میں کچھ ارباب تاریخ وسیر بھی آگئے ہیں یا ان ظالموں نے اکابر اہلسنت کی کتابوں میں بڑی عیاری ومکاری سے اپنے طباعت خانوں سے تحریف وتبدیل کر کے شائع کرادیا ہے۔نتیجتاً بعض اہل قلم دھوکہ کھاگئے ہیں اور اپنی تحقیق میں حق حقیقت تک نہیں پہونچ سکے ہیں۔

صحیح مستند معروف ومعتبر یہ ہے کہ حضرت سید بدیع ا ین زندہ شاہ مدار باپ کی طرف سے حسینی سید ہیں اور ماں کی طرف سے حسنی سید ہیں۔آپ کے وا ماجد سید علی حلبی ہیں جو قاضی قدوۃ ا ین کے لقب سے مشہور ہوئے ہیں اور وا ہ ماجدہ سیدہ خاصہ الملک بی بی ہاجرہ عرف فاطمہ تبریزیہ ہیں۔آپ کی سیادت کے لئے کسی بھی خارجی دلیل کی قطعی کوئی حاجت نہیں ہے اس بارے میں آپ کا بیان آپ کے اہل خاندان کا بیان اور جمہور کا قول کافی ہے۔جن حضرات نے آپ کو ابواسحاق شامی یا حضرت ابوہریرہ یا خلیفۂ ثانی یا ثالث کی اولاد میں شمار کیا ہے یہ ان یک ناواقفی غلط فہمی اور بے ثبوت کی باتیں ہیں اور اس طرح کی غلط فہمی اور شبہ پیدا کرنے میں وہابیوں دیوبندیوں، کنتور کے رافضیوں اور معاندین سلسلۂ عالیہ مداریہ کے بڑے بڑے ہاتھ ہیں اور حرص وہوا کے بندوں نے ان کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔

★★★

ایک شعر

یوں ہی نہیں یہ ہونٹ ہمارے نیلے ہیں
سچائی کے بول بڑے زہریلے ہیں

رہبر کٹن پوری

ماہ رمضان اور برکات ونعمات کی بارش

مفتی الشاہ غلام یحییٰ مصباحی

آیاتِ قرآنی واحادیث نبویہ میں ماہ رمضان المبارک کی فرضیت اوراس کی عظمت وفضیلت اس ماہ مبارک میں نازل ہونے والی برکتیں ونعمات الٰہیہ کا ثبوت موجود ہے۔باب فضائل میں احادیث طیبہ کے ہزاروں لعل وجواہر بکھرے ہوئے ہیں جنہیں پڑھ کرآنکھیں روشن اوردل ودماغ معطر ہوجاتا ہے۔ پہلے تو قرآن مقدس کی آیۂ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں جس میں روزہ کی فرضیت سے متعلق حکم موجود ہے ساتھ ہی روزہ کا مقصد بھی بیان ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ.

ترجمہ: اے ایمان والوتم پرروزہ فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پہلے والوں پرفرض کیا گیا تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ!

ظاہر ہے روزہ اہم فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے اوراس کی غرض وغایت بندہ مومن کے اندر تقویٰ اور پرہیز گاری پیدا کرنا ہے۔

ماہ رمضان کی پہلی رات

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کان اول لیلۃ من شھر رمضان صفدت الشیاطین وردت الجن وعلقت ابواب النیران ولم یفتح منھا باب وفتحت ابواب الجنۃ فلم یغلق منھا وینادی منادیا یاباغی الخیر اقبل یا باغی الشر اقصر وللّٰہ عتقاء من النار وذالک کل لیلۃ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے شیطان اورسرکش جنوں کو بیڑیاں پہنادی جاتی ہیں اورجہنم کے دروازے بندکردیئے جاتے ہیں اوران میں سے کوئی دروازہ کھولانہیں جا تا جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں پھران میں سے کوئی دروازہ بندنہیں کیا جاتا ہے ایک منادی پکارتا ہے اے طالب خیر آگے آ اوراے شر کے متلاشی رک جا اوراللہ تعالیٰ بہت لوگوں کو دوزخ سے آزاد کردیتا ہے۔ اورساری رات یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اسی ماہ مبارک میں کس قدر برکات نعمات حسنات کانزول ہوتا ہے اس سلسلے میں ایک دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عن عبادۃ ابن صامت ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یوما یوما تحضرنا رمضان آتاکم رمضان شھر برکۃ بعثکم اللّٰہ فیہ ینزل الرحمۃ ویحط الخطایا ویستجیب فی الدعاء ینظر اللّٰہ تعالیٰ الیٰ تنا فسکم فیہ ویباھی بکم ولکنہ فاروٗ اللّٰہ من انفسکم خیرا فان الشفی من خرم فیہ رحمۃ اللّٰہ عزوجل. (طبرانی)

حضرت عبادہ کہتے ہیں ایک مرتبہ سرکار نے ماہ رمضان کے قریب ارشادفرمایاتمہارے پاس برکت والامہینہ رمضان آگیا اس میں اللہ تعالیٰ تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہے رحمت نازل فرماتا ہے گناہوں کومعاف فرماتا ہے دعا قبول فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہاری تنافس کو دیکھتا ہے اپنے فرشتوں میں تم پر فخر فرماتا ہے تو تم اللہ تعالیٰ کو اپنی نیکیاں دکھاؤ اوروہ بڑا بدنصیب ہے جواس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔

ایک بندہ مومن اس ماہ مبارک کے رحمت ونور کے سمندر میں کس قدر غوطہ لگاسکتا ہے اوراس ماہ مبارک میں جونیکی کی جاتی ہے عام دنوں سے بڑھ کراس کا اجروثواب کتنا ہے حدیث پاک میں ملاحظہ فرمائیں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر

امثالها الی سبع مائة ضعف قال اللّٰہ تعالیٰ الصوم لی وانا اجری به .

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے ہر نیک عمل کی جزا بڑھادی جاتی ہے اس طرح کہ ایک نیکی کے بدلے اس کا ثواب ملتا ہے اور اس سے سات سو تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے اور میں اس کی جزا دوں گا۔

روزہ اور دعاؤں کی قبولیت

رب قدیر اپنی شان رحیمی و کریمی کی طفیل اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے لیکن بعض ایسے خصوصی اوقات ہیں جن میں رحمت الٰہی خصوصی طور سے اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور دعاؤں کی تاثیر بڑھ جاتی ہے انہیں اوقات میں ماہ رمضان المبارک بھی ہے خصوصیت کے ساتھ افطار کے وقت۔ اسی کے متعلق ایک حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

عن ابی سعیدالخدریؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ عتقاء فی کل یوم ولیلة یعنی فی رمضان وان لکل مسلم فی کل یوم ولیلة ودعوة مستجابة.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان المبارک کی ہر شب روزہ میں اللہ تعالیٰ جہنم کے کچھ قیدیوں کو رہا فرماتا ہے اور شب و روز میں اللہ تعالیٰ جہنم کے کچھ قیدیوں کو رہا فرماتا ہے اور شب روز میں ہر بندہ مومن کی ایک دعا ضرور قبول فرماتا ہے۔

پانچ خصوصی انعامات

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اعطیت امتی خمس خصالٍ فی رمضان لم تعطهن امته قبلهم خلوف فم الصائم اطیب عند اللّٰہ من ریح المسک وتستغفر لهم الحیان حتی یفطر وا ویزین اللّٰہ عزوجل کل یوم جنة ثم یقول یوشک عبادی الصالحون ان یلقوعنهم الموتة ویصیر الیک وتصفد فیه مروة الشیاطین فلایخلصلوا فی الی ما کانو ایخلصون الیه فی غیره یغفر لهم فی آخر لیلة قیل یا رسول اللّٰہ اهی لیلة القدر قال لا ولکن العامل انما یوفی اجره اذاقضیٰ عمله.

(بیهقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر عنایت فرمائی ہیں (۱) روزہ داروں کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ محبوب ہے (۲) ان کیلئے دریا کی مچھلیاں بھی دعائے مغفرت کرتی ہیں اور یہ سلسلہ افطار تک جاری رہتا ہے (۳) ہر روز اللہ تعالیٰ جنت کو آراستہ فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے اپنے اوپر سے دنیا کا بوجھ اتار کر میری جانب آئیں (۴) اس میں سرکش شیاطین گرفتار کر لئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہونچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہونچ جاتے ہیں (۵) آخری رات میں ان کیلئے مغفرت کی جاتی ہے! صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ شب قدر ہے فرمایا نہیں بلکہ مزدور کا کام ختم ہوتے ہی اس کی مزدوری ادا کردی جاتی ہے۔

روزہ جسم کی زکوۃ ہے

عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کل شئی زکوٰة وزکوٰة الجسم الصوم.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔
انسان نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اور مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے اس سے مال پاک ہو جاتا ہے اسی طرح روزہ جو جسم کی زکوٰۃ بھی ہے اور تزکیہ نفس اور جسمانی فوائد اور تمام امراض بدنی سے نجات کا ذریعہ بھی ہے روزہ سے تمام جسمانی و روحانی فوائد ہیں جیسا کہ روزہ سے متعلق وقت کے اطباء وڈاکٹروں نے روزہ دار کے بارے میں اپنی تحقیق کی روشنی میں بتایا کہ روزہ دار ہزاروں مہلک بیماریوں سے نجات پاسکتا ہے روزہ رکھنے سے ہارٹ دل و دماغ معدہ اور اعضاء و جوارح کو نئی قوت وتوانائی حاصل ہوتی ہے خصوصاً معدہ میں نئی زندگی اور قوت ہضم اور تمام افعال کو ادا کرنے میں جو وقفہ ملتا ہے اس وقفہ سے معدہ کو بہت قوت حاصل ہوتی ہے معدہ ہی تمام بیماریوں کا گھر ہے اور روزہ سے معدہ کی مکمل اصلاح ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

سحری وافطار

روزہ رکھنے کی نیت سے صبح صادق سے پہلے جو کچھ کھایا پیا جاتا ہے اسے سحری کہتے ہیں سحری کھانا سنت ہے احادیث طیبہ میں اس کی بڑی فضیلت ہے۔
سحری کی فضیلت پر چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ جیسے طبرانی نے کبیر میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں برکت ہے جماعت، ثرید سحری میں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھانے سے دن کے روزوں استعانت کرو اور قیلولہ سے رات کے قیام پر۔ (ابن ماجہ ابن خزیمہ بیہقی)

ایک صحابی بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے حضور سحری تناول فرمارہے تھے ارشاد فرمایا یہ برکت ہے جو تمہیں اللہ نے دی تم اسے نہ چھوڑنا۔

افطار

روزہ افطار کرنے کا مسنون طریقہ غروب آفتاب سے احادیث نبویہ میں افطار کے بھی آداب وفضائل بیان کئے گئے ہیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے اور یہ بھی ارشاد فرمایا میری امت سنت پر رہے گی جب تک ستاروں کا انتظار نہ کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے تر کھجوروں سے افطار کرتے تر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوریں اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پیتے اور ابو داؤد نے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت دعا پڑھتے۔ اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار نے ارشاد فرمایا رمضان مواسات کا مہینہ ہے اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو اس میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردی جاتی ہے اور اس کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے اس سے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر کوئی روزہ دار کا افطار نہیں کراسکتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس کو بھی یہ ثواب عطا فرماتا ہے جو ایک گھونٹ دودھ ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے کسی کا روزہ افطار کراتا ہے اور جو روزہ دار کو سیر ہو کر کھلاتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا وہ جنت میں داخل ہونے تک کبھی پیاسا نہ ہوگا (بیہقی)

روزہ کے ضروری احکام

بندہ مومن کا قصداً عبادت کی نیت سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کا نام روزہ ہے۔
روزہ رکھنے کیلئے عورتوں کا حیض ونفاس سے پاک ہونا شرط ہے روزہ کی نیت کا وقت غروب آفتاب سے ضحویٰ کبریٰ تک ہے ضحویٰ کبریٰ کے بعد نیت کی تو روزہ نہیں ہوگا نیت دل کے ارادہ کا نام ہے زبان سے نیت کرنا بہتر ہے اسی لئے روزہ رکھنے کے ارادہ سے سحری کھالینا ہی نیت ہے رات کو نیت کرے تو یہ پڑھے نویت ان اصوم غداللّٰہ تعالیٰ من فرض رمضان ھذا. اور اگر نیت دن میں کرے تو یہ پڑھے نویت ان اصوم ھذاالیوم دن میں وہ نیت معتبر ہے جبکہ صبح صادق سے نیت کرتے وقت تک روزہ کو توڑ دینے والی کوئی چیز نہ پائی جائے لہٰذا اگر صبح صادق کے بعد کھانا پینا جماع پایا گیا تو اس کے بعد نیت نہیں ہوسکتی اگر کسی کو رمضان کے مہینے کا علم نہ ہوسکا اور اس نے کوئی اور روزہ رکھا جب بھی رمضان کا ہی روزہ ہوگا۔ رمضان کا روزہ قصداً توڑا تو اس پر اس روزے کی قضاء ہے اور ساٹھ روزے کفارہ کے اب اگر اس نے اکٹھ روزے رکھے اور قضا کا دن معین نہ کیا تو درست ہے۔ احتلام ہوجائے یا ہمبستری کرنے کے بعد غسل نہ کیا اور اسی حالت میں پورا دن گزرا تو وہ نماز چھوڑ دینے کے سبب سخت گناہ گار ہے مگر روزہ ادا ہوجائے گا جو شخص رمضان میں بلا عذر قصداً اعلانیہ کھائے تو سلطان اسلام اسے قتل کردے۔

معتکف کے سوا دوسروں کو مسجدوں میں روزہ افطار کرنا کھانا پینا جائز نہیں لہٰذا دوسرے لوگ اگر مسجد میں افطار کرنا چاہتے ہیں تو اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں جائیں کچھ ذکر یا درود شریف پڑھنے کے بعد کھا پی سکتے ہیں مگر اس صورت میں بھی مسجد کا احترام ضروری ہے۔ آج کل جو مسجدوں کی بے حرمتی ہوتی ہے اس پر سخت پابندی لگانی چاہیئے تاکہ مسجد کی بے ادبی نہ ہوسکے ادب کے ساتھ کھایا جائے۔ جب کوئی ایسا بیمار ہوجائے کہ روزہ رکھنے سے جان جانے یا مرض بڑھ جانے یا مرض دیر پا ہوجانے کا خطرہ ہو تو روزہ ترک کردینا جائز ہے جب صحت مند ہوجائے قضا کرے ایسا بوڑھا یا ایسا مریض کہ روز بروز کمزور ہوتا جائے گا نہ اب روزہ رکھنے پر قادر نہ آئندہ قادر ہونے کی امید ہو تو ہر روزہ کے بدلے فدیہ دے یعنی ایک مسکین کو کھانا کھلائے یہ بوڑھا شخص یا مذکور مریض پھر روزہ رکھنے پر قادر ہوگیا تو یہ فدیہ نفل ہوگا اور روزہ کی قضا لازم ہے جو ایسا مریض یا بوڑھا ہو کہ گرمیوں میں روزہ نہ رکھ سکتا ہو تو اب افطار کرے جاڑوں میں رکھ لے۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اپنی جان یا بچہ کا اندیشہ ہو تو روزہ ترک کردینا جائز ہے مگر قضا لازم ہے۔ روزہ رکھ کر بلا عذر

شرعی توڑ دینا سخت گناہ ہے ہاں اگر ایسا بیمار ہوگیا ہو کہ روزہ نہ توڑنے سے جان جانے کا خطرہ ہے یا بیماری بڑھ جانے کا احتمال قوی ہے یا ایسی پیاس لگی کہ مرجانے کا خطرہ ہے تو ان صورتوں میں روزہ توڑ دینا جائز ہے البتہ صحت مند ہوجانے کے بعد قضاء لازم ہے۔ یا حیض ونفاس والی عورتیں...... یا وہ مسافر جو دن میں آکر مقید ہوگیا ہو ان تمام کو پورے دن روزہ دار کی طرح رہنا چاہیئے۔

قضاء وکفارہ

اگر کسی نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لیا اور یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا دوبارہ کھالیا تو ایسی صورت میں صرف قضاء لازم ہوگی لیکن اگر کسی نے روزے کی حالت میں قصداً کھا پی لیا یا بیوی کے ساتھ جماع کیا تو اس پر قضاء وکفارہ دونوں لازم ہے۔

روزے کا کفارہ

(۱) لونڈی یا غلام آزاد کیا جائے (۲) یا ساٹھ مسکینوں کو بھر پیٹ کھانا کھلایا جائے پہلی صورت تو یہاں ناممکن ہے اس لئے دوسری صورت پر عمل کیا جائے

اور اگر ضعف یا پیری مانع ہو تو ایسی صورت میں تیسری صورت پر عمل کیا جائے۔

رخصت

بعض مسلمان جو محنت و مشقت کے عذر سے روزہ نہیں رکھتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے یہ کوئی شرعی عذر نہیں ہے البتہ مریض و مسافر کیلئے رخصت ہے کہ وہ چاہیں تو ایام علالت میں یا پھر سفر کے درمیان روزہ نہ رکھیں بلکہ بعد کو قضا کر لیں مسافر کیلئے رمضان میں روزہ رکھنا افضل ہے لیکن اگر اس نے نہیں رکھا تو گناہگار نہیں ہوگا مگر اقامت کے بعد اس پر قضاء روزے رکھنا فرض ہے مریض بھی صحت کے بعد رمضان کے روزے کی قضاء کرے گا۔

تراویح

مرد و عورت سب کیلئے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک کرنا جائز نہیں تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھے۔

اعتکاف

رمضان شریف کے آخری عشرہ میں مسجد میں اعتکاف کرنا سنت کفایہ ہے یعنی بستی میں اگر کسی نے نہیں کیا تو سبھی مجرم ہوں گے رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کے غروب آفتاب سے چاند رات تک مسجد میں رہے ضروری حاجتوں کیلئے مسجد سے باہر آ سکتا ہے بلا ضرورت باہر آنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

صدقۂ فطر

مالک نصاب پر اپنی اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔ گیہوں فی کس دو کلو پینتالیس گرام ہے اس کے

مصارف فقراء و مساکین ہیں۔ مدرسے کے غریب و نادار طلباء اس کے بہترین مصرف ہیں فطرہ عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا بہتر ہے ایسے تو پورے ماہ رمضان میں کبھی بھی ادا کر سکتے ہیں۔

لیلۃ القدر

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ

جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کھڑا ہو اس کے تمام گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔

زکوٰۃ

ہر صاحب نصاب کو سال میں ایک مرتبہ زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے اور صحیح نصاب یہ ہے جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کم سے کم ہو یا اس کی ملکیت میں اسی قدر نقد مال ہو اور حاجت اصلیہ و قرض سے پاک ہو۔

ترکیب نمازِ عید الفطر

پہلے نیت کرے نیت کی میں نے دو رکعت نمازِ عید الفطر کی واجب مع چھ زائد تکبیروں کے واسطے اللہ تعالیٰ کے پیچھے اس امام کے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لے اور ثناء پڑھے پھر زائد تکبیریں اس طرح کہے کہ دو تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دے اور تیسری تکبیر میں ہاتھ باندھ لے اس کے بعد امام تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھے اور بلند آواز سے قرأت کرے رکوع سجدہ کرے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین مرتبہ بلند آواز سے تکبیر پڑھے اور ہاتھ کانوں تک لے جا کر چھوڑ دے چوتھی تکبیر میں بغیر کانوں تک ہاتھ اٹھائے رکوع میں چلا جائے رکوع سجدہ کرے نماز مکمل ہونے کے بعد امام خطبہ پڑھے۔ خطبہ سننا واجب ہے اس کے بعد مصافحہ و معانقہ کریں ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دیں۔

★★★

نعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم

چودھری عترت حسین عاشقی مرحوم

ترا نام احمد مجتبیٰ تو ہر اک طرح سے نجیب ہے
ہے مجیب تیرا خدا اگر تو خدا کا تو بھی مجیب ہے

جو ادھر تو اسکا حبیب ہے تو ادھر وہ تیرا حبیب ہے
تجھے عشق حق بھی نصیب ہے تجھے وصل حق بھی نصیب ہے

تو درونِ پردۂ مستتر زد تجرہ میں رہا کیا
تو بشر بنا تو بشر رہا یہ ادا بھی تیری عجیب ہے

جو بشر کے نفس مریض کو نئی زندگی ہی عطا کرے
جو دوائے دید جگر کرے بخدا تو ایسا طبیب ہے

جسے فکر روز جزا نہیں جسے حشر و نشر کا ڈر نہیں
تیری مدح سے دل مطمئن ترے عاشقی کو نصیب ہے

قدیم شعراء مکن پور شریف کا تاریخی اور اجمالی تذکرہ

مولانا سید مضطر علی وقاری

بستی کے نمائندگان کی نمائندگی سے ہر بستی کی پہچان ہوتی ہے خصوصی طور پر شعراء چاہے کتابوں کے اوراق پر ہوں یا مجلسوں محفلوں یا اجلاس کے منبروں پر ان سے بستیوں کو شہرت حاصل ہوتی ہے مکن پور شریف کو جہاں دنیا حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ سے جانتی پہچانتی ہے وہیں دوسری طرف اس بستی کو اردو ادباء اور شعراء کی وجہ سے بھی جانا اور پہچانا جاتا ہے آٹھ سو اٹھارہ ہجری میں جب دار النہکت والنور آباد ہوا شاعری کا سلسلہ اسی دور سے شروع ہو گیا تھا اس دور میں فارسی میں اشعاء کہے جاتے تھے۔ سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کے خلفاء نے بھی اشعار کہے۔ حضور مدار پاک کے یہ چار مصرعے بہت مشہور ہوئے۔

سطر قرآن است ابروئے علی　　　مصحف باشد مراروئے علی

گر بجنت گزرنم راضی نیم　　　جنت باشد مرا کوئے علی

ہر سہ خواجگان سے مغلوں کے دور تک مغلوں کے دور سے انگریزوں کی حکومت تک شعراء نے جو شعر کہے اور مکن پور شریف کی ادبی خدمات کو کچھ تو انگریزوں نے لوٹا بچا ہوا مخلوط ذخیرہ یلیین ندی کے نذر ہوا تقریباً سو سال کے ادب نواز اور شعراء علم

شریف کی ادبی خدمات کو کچھ تو انگریزوں نے لوٹا بچا ہوا مخلوط ذخیرہ یلیین ندی کے نذر ہوا تقریباً سو سال کے ادب نواز اور شعراء علم دوست حضرات کی تاریخ خال خال خاندانی کتابوں اور سلسلہ مداریہ کی تاریخ کی کتابوں میں مجلس سترہویں شریف کرناٹک میں تحریر کیا گیا۔ عالیجناب شاہ ولی شاہ گدی نشین و دیگر عالیجناب حضرت مخدوم علی شاہ صاحب صدر اعظم و گدی نشین ساکنان تخت کوہ نور حضرت رحمت علی شاہ ملنگ نے تالیف کیا۔ تذکرۃ المتقین، حضرت سید امیر حسن مداری صاحب و میلاد زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ مؤلف و مصنف شیخ الہند سید ذوالفقار علی قمر مداری رحمۃ اللہ علیہ و ضیغم قطب المدار قطب عالم الحاج سید کلب علی مداری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ذوالفقار بدیع حضرت مولانا سید ذاکر حسین ذاکر کی کتاب بلبلوں کی خاطر گلشن ذاکر اور مولانا سید انوار احمد عرف مسکین میاں رحمۃ اللہ علیہ کی بیاض مسکین سے ادیب و شعراء کے کلام کا اک ذخیرہ حاصل ہوا اور بھی کتب تاریخ میں ہوگا لیکن یہ تمام مخطوط اور غیر مخطوط کتابیں جو میرے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ بلبلوں کی خاطر میں تاریخ وطباعت واشاعت موجود نہیں لیکن ایک منقبت حضرت قطب المدار سے متعلق تحریر ہے۔ جس سے تاریخ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

تحریر فرماتے ہیں حضرت مولانا صوفی شاہ احمد مختار صاحب میرٹھی پرچہ غالب کلیان منیش گونگری ممبئی۔ ۹

مورخہ ۷ رفروری ۱۹۲۶ءعرض مختار وسر کار قطب المدار علیہ رحمۃ العزیز الغفار۔ اس منقبت کی تخلیق کی تاریخ ۱۹۲۶ء تحریر ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ بلبلوں کی خاطر ۱۹۲۶ء سے قبل تحریر کی گئی منقبت کے اشعار یوں ہیں۔

اے قطب مداردین ہدیٰ　　　یا حضرت شاہ بدیع الدین

اقطاب زماں کے صدر علی	یا حضرت شاہ بدیع ا ین
للہ ہو اٹھے یہ پردا ذرا	یا حضرت شاہ بدیع ا ین
اے نور نبی منظور نبی	یاد حسنین اولاد علی
اے جان فاطمہ الزہرا	یا حضرت شاہ بدیع ا ین
اے جلوہ ذات نور خدا	شیئا للہ شیئا للہ
اب طور بنے یہ دل میرا	یا حضرت شاہ بدیع ا ین
میں فرصت میں جلتا جلتا	اب آپ کے در پہ آن پڑا
اے ابر کرم اے بحر سخا	یا حضرت شاہ بدیع ا ین
مختار کو اپنے دامن میں	ہاں ایسے اچھے ملیں ہیں
للہ چھپا لیجئے شاہ	یا حضرت شاہ بدیع ا ین

مختار میرٹھی کے مرقوم بالہ کل ۱۱۲ اشعار ہیں۔ ان میں سے چند اشعار اس لئے اور بھی رقم کئے تاکہ آپ اندازہ لگا سکیں کہ اب سے سو برس قبل مناقب کے اشعار شعراء کہتے تھے کیسے الفاظ کا استعمال کرتے تھے۔ فن عروض کے راز وفصاحت وبلاغت کا دائرہ ادبی لوازمات شرعی احتیاط ان تمام خوبیوں اور خامیوں کا اندازہ آپ لگا سکیں۔ جنوں مکنپوری کا نام اپنے بزرگوں سے سنتا چلا آرہا ہوں ہمارے اساتذہ اور ہمارے وا مولائی ابوالوقار ضیغم راز اور برادر کلاں ابو الانوار شیخ الہند سید ذوالفقار علی قمر میاں جنوں

جنوں صاحب کی شاعری کی بڑی تعریف فرماتے تھے۔

بلبلوں کی خاطر سے پتہ چلتا ہے ۱۹۲۶ء سے پہلے ان کا وصال ہو چکا تھا۔ مولانا ذاکر حسین ذاکر کے بھی جنوں میاں استاد تھے لکھتے ہیں مولانا ذاکر حسین مرحوم گلشن ذاکر میں غزل جناب مولانا استادنا عارف باللہ میاں عبداللہ متخلص جنوں مرحوم مکنپوری۔

یا رسول عرب آپ ہی کے سبب	صنعت دو جہاں حق دکھانے لگا
عرش وکرسی فلک جن وانس وملک	ارض ولوح قلم سب بنانے لگا
پہلے کچھ بھی نہ تھا غیر ذات خدا	کن کے کہتے ہی چاہا جو کچھ ہوگیا
ماحصل کن کا تھا نور محبوب رب	تربیت جو کہ در پر دا پانے لگا
حسن تھا حسن کا ہونا تھا قد رداں	عشق تھا نام عاشق مگر تھا نہاں
چاہا جب حسن کی خوبیاں ہوں عیاں	آ پ کو اپنا شیدا بنانے لگا
لائے ایمان پہلے خدا کے ولی	جو تھے صدیق وفاروق عثمان علی
پھیلا اسلام پھر تو گلی در گلی	پیش حق سر کو ہر اک جھکانے لگا
پیر میرا ہے قطب مدار جہاں	ہے مکن پور میں جو کہ جلوہ کناں

ہم غریبوں پر ایسا ہوا مہرباں کام بگڑے جو دیکھے بنانے لگا
میں پجاری نہیں بت کی تصویر کا دل سے مشتاق ہوں صورت پیر کا
کیوں نہ ممنون ہوں اپنی تقدیر کا اب جنوںؔ اپنا مطلب ٹھکانے لگا

بیاضؔ مسکین میں کچھ غزلیں جنوںؔ مرحوم کی تحریر ہیں لیکن یہ بیاض بھی بہت بوسیدہ ہے چند اشعار تحریر کر رہا ہوں۔

غزل

بس اک ہی جلوہ ہم بن گئے سودائی
جی بھر کے نہ دیکھا تھا ہونے لگی رسوائی
مارو بھی جلاؤ بھی آسان ہے سب تجھ کو
آنکھوں میں ہلاہل ہے ہونٹوں پہ سچائی
مدت سے جنوںؔ اس کے ملنے کی تمنا ہے
آج اس نے بلایا ہے بسنے کو فضا آئی ہے

بیاض مسکین سے

نعت شریف

(جنوںؔ صاحب کا کلام میلاد زندہ شاہ مدار سے)

جو چاہے خالق اکبر کی دید ہو جائے ہمارے پیر کا اگر مرید ہو جائے
وہ پیر کون ہے یعنی شہہ بدیع الدین کہ جس کی دید میسر ہو عید ہو جائے
جو دل میں غور کرے معانی نحن اقرب کے حصول مطلب حبل الورید ہو جائے
ظہور جلوہ مرشد ہے خانہ دل میں جو آنکھ میں تو نصیب اس کو دید ہو جائے
میں کعبہ ہو کے مدینہ ابھی پہنچ جاؤں جنوںؔ جو وصل خدائے مزید ہو جائے

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات حضرت قدوۃ الواصل سید شاہ عبدالباسط عرف اچھومیاں، نور اللہ مرقدہ۔ تصنیف حضرت عبداللہ جنوںؔ صاحب مکن پوری

سالک راہ خدائے انس و جاں ارنج شرع رسول دو جہاں
درد غم کشتادہانِ کربلا ترک کردہ آن بدی بک
عاشق نام خدا و پنجتن بار باران شفیع عاصیاں
نور چشم حضرت قطب المدار رفعت در دارالبقا سوئے خیار
اے جنوںؔ صدر راحت و آرام عیش باغبت در قصر جناں

۱۳۲۷ھ

بیاض مسکین کی اس تحریر سے ثابت ہوا کہ ۱۳۲۷ھ میں انتقال ہوا۔ جنوں میاں صاحب نے ان سے متعلق قطعہ تحریر کیا گویا اب سے ایک سو پندرہ (۱۱۵) سال قبل جنوں میاں مرحوم بقید حیات تھے۔ جنوں میاں کے ہمعصر شعراء کون کون تھے ابھی تک اس کا پتا خاندانی اور سلسلہ عالیہ مداریہ کی کتابوں سے نہیں چل سکا۔ لیکن جنوں صاحب کے دور میں یا اس کے فوری بعد حضرت مولانا سید خوشوقت علی خوشوقت مکن پوری مولانا سید جرأت علی بیریا وغیرہم ہیں۔ ان کا ذکر بھی تحقیقات کے بعد رہبر نور کے حوالہ سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ فللّٰہِ الحَمدُ.

(باقی آئندہ)

★★★

غزل

سیّد مرتضیٰ حسین رہبر ادیبی

موقوف تھی وہ جسکی بہاروں پہ زندگی
اسکو گزارنا پڑی خاروں پہ زندگی

سوتی کہیں ہے برف کی آرام گاہ میں
بیٹھی ہوئی کہیں ہے شراروں پہ زندگی

سینے سے ہے لگائے اسے مفلسی مگر
کرتی ہے رقص زر کے اشاروں پہ زندگی

عشرت کدوں میں شان سے رہتی ہے اور کہیں
مانگے ہے بھیک راہگزاروں پہ زندگی

منزل سے پہلے بیٹھنا ہے دوستو حرام
ہنستی ہے ایسے ہی تھکے ہاروں پہ زندگی

اوپر سے یہ ستم کہ مسیحا نہیں نصیب
یوں بھی گراں ہے درد کے ماروں پہ زندگی

فکر معاش حادثے اور اک ہجوم غم
ہے مجھکو کاٹنی انھیں خاروں پہ زندگی

رہبر کٹے گی کیسے کہو رہنماؤں سے
وعدوں پہ اور جھوٹے سہاروں پہ زندگی

CORONA VIRUS

ڈاکٹر اقتدا حسین جعفری عامر مکن پوری

کچھ لوگوں کا ماننا ہے کہ چین نے اپنی Virology میں ایک Virus کی ایجاد کی اور وہ اس کا استعمال کسی جنگ میں کرنے کا ارادہ رکھتا تھا Dean koontz نے بھی اپنی کتاب THE EYES OF DARKNESS جو 1981 میں چھپی تھی کے صفحہ نمبر 353 پر تحریر کیا ہے کہ

........China's most importent and dangerous new biological weapon in a decade they call stuff Wuhan-400 because it was devloped at thair RDNA labs outside of the city of Wuhan and it was the four-hundredht viable strain of man made microorganisms created at that research center.

چین نے یہ خطرناک Virus دنیا سے چھپا کر اپنی Virology Lab میں تیار کیا تھا اور وہ اس کا استعمال Biological ہتھیار کے روپ میں کرنا چاہتا تھا۔ مگر کسی طرح وہ Virus اسکے ہاتھ سے نکل گیا جو آج دنیا میں تباہی مچا رہا ہے۔ آیئے ہم اس حقیقت پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ کیا واقعی کوئی وائرس کی تخلیق کر سکتا ہے؟

مگر کسی طرح وہ Virus اسکے ہاتھ سے نکل گیا جو آج دنیا میں تباہی مچا رہا ہے۔ آیئے ہم اس حقیقت پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

Virus کے لغوی معنی ہیں "متعدی امراض کا زہر" یہ ایک خردحیاتیات اور ایک ایسا Biological agent ہے جو Living orgens میں خود کو Produce کرتا رہتا ہے۔ بظاہر یہ مردہ معلوم ہوتا ہے مگر اس میں زندگی ہوتی ہے۔ کسی نے کہا تھا کہ

एक विषाणु बिना किसी सजीव माध्यम के पुनरुत्पादन नहीं कर सकता

Living things can never be created out of non living things.

ہاں اگر اللہ چاہے تو یہ اسکی قدرت میں ہے کہ وہ جسکو جیسے چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ چاہے آدم کا پتلا بنا کر جان ڈالے، چاہے آدم کی پسلی سے حوا کو پیدا کرے، چاہے مریم کے بطن سے عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کرے، چاہے عزیر کو سو سال کی موت دیکر دوبارہ زندہ کرے ،چاہے گائے کی یا پرندوں کی بوسیدہ ہڈیوں سے زندہ سالم گائے یا پرندے بنائے یہ اسکی قدرت اور اختیار میں ہے۔

سورۃ الحج آیت نمبر 73 میں انسانوں کو اللہ نے کھلا Challenge کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ، اللہ کے سوا تم جنھیں پوجتے ہو وہ سب ملکے بھی ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے۔ اس عالم ہستی میں فقط اللہ ہی جسمانی مظاہر کی وضاحت ہے۔

Allah is only explanation of the all physical phenomena in this universe

ہاں یہ تو ہوسکتا ہے کہ کسی Laboratory میں ایک Virus کو Cultivate کر کے Different quality کا Virus تیار کیا جا سکتا ہے مگر تخلیق نہیں کی جا سکتی۔ میزبان فطرت کے اعتبار سے Virus کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔Bacteriophage جراثیم پر طفیلی وائرس جو فلٹر ہو جاتا ہے۔

2۔Plant Virus پودوں اور درخت کا وائرس

3۔Animal Virus جانوروں کا وائرس

سب سے پہلے ہم بات کرتے ہیں Bacteriophage جراثیم پر طفیلی وائرس کی۔ یوں تو ہر قسم کے Virus نفی یعنی Negative use میں آتے ہیں مگر Bacteriophage Virus ایک ایسا وائرس ہے جو مضر بھی ہے اور مفید بھی۔ Bacteriophage Virus ہیضہ Cholera پیچش Dysentery اور Typhoid کے Bacteria کو مار کر انسانی جسم کی حفاظت کرتا ہے۔

اسکے بعد ہم بات کرتے ہیں Plant Virus کی۔ اس Virus سے پودے اور درخت متاثر ہوتے ہیں مثلاً 1886ء میں Adols meir نے انکشاف کیا کہ تمباکو میں موزیک Mosaic روگ ایک خاص طرح کے وائرس سے ہوتا ہے۔ Dmitry Ivanaski نے 1892ء میں تمباکو پر موجود Virus کی تلاش کی اور اس کا نام Tobacco mosaic virus رکھا۔ یہ بھی انکی تلاش میں تھا کہ جہاں Virus بھی نہیں پہونچ سکتا وہاں تمباکو کی Dust پہونچ جاتی ہے جو ناقص ہے۔

ہمارے تیسرے درجہ پہ آتا ہے Animal Virus تحقیق سے ثابت ہے کہ Corona Virus جانوروں کو متاثر کرتا ہے اور یہ جانوروں میں عام طور پر ہوتا ہے۔ یہ جانوروں سے ہی انسانوں میں منتقل ہوتا ہے لیکن انسانوں کو متاثر نہیں کرتا۔ Corona Virus کئی اقسام پر مشتمل Virus کا ایک خاندان ہے جو کہ عام نزلہ زکام کے علاوہ Sors اور Middle ist respiratory syndrome جیسی سنگین بیماریوں کا بھی باعث بنتا ہے۔ اس Virus کے خاندان میں

Alfacoronavirus، Betacoronavirus Gammacoronavirus اور Deltacoronavirus خاص ہیں۔ یہ Corona virus کا باقائدہ ایک گروہ ہے جو دودھ دینے والے جانوروں اور پرندوں میں بیماری پیدا کرتا ہے۔ یہ RNA Virus ہوتے ہیں۔ جو انسانوں کے نظام تنفس میں Infection کا سبب بنتے ہیں۔

اس میں ہلکے سردی زکام سے لیکر موت تک واقع ہوسکتی ہے۔ گایوں اور خنزیروں میں اسہال ہوسکتا ہے۔ جبکہ مرغی میں یہ نظام تنفس کو متاثر کر سکتے ہیں۔ Alfacoronavirus اور Betacoronavirus بنیادی طور پر چمگادڑوں میں Infection کرنے والے Virus

ہیں۔ وہیں Gammacoronavirus اور Deltacoronavirus پرندوں اور خنزیروں کو متاثر کرنے والے Virus ہیں۔
موجودہ Novel corona virus جانوروں سے انسانوں میں منتقل ہونے کی زبردست صلاحیت رکھتا ہے۔ WHO نے اس کا نام COVID-19 تجویز کیا ہے۔ Corona Virus کی یہ قسم انسانوں میں پہلی مرتبہ پائی گئی ہے۔ اس Virus سے متاثرہ Affected افراد میں سردرد Headache، نزلہ Stoith، کھانسی Cough، تھکن Tired، سانس لینے میں دشواری Breathing difficulty نمونیا Pneumonia اور گردوں کا Fail ہونا شامل ہے۔

یہ ایک Epiddemic disease ہے اس کی سب سے بھیانک صورت حال یہ ہے کہ یہ ایک دوسرے کے رابطہ میں آنے سے لگ جاتا ہے۔ اور یہ کوئی نیا Virus نہیں ہے۔ سن 2003ء میں China میں ہی اس کا Out break ہوا تھا اُس وقت اِس کو S0RS کا نام دیا گیا تھا۔

Sors Besically! Saviour aquaria resprative distress syndrome. ہے۔ سن 2012ء میں سعودی عرب میں اس Virus کا حملہ ہوا تھا اسے Mers کا نام دیا گیا تھا اور اسے اونٹوں کی وجہ سے مانا گیا تھا۔ سن 2019ء کے Last میں چین کے وہان شہر میں Sea food market کو اس Novel corona virus نے اپنا شکار بنایا۔ جہاں سے نکل کر آج پوری دنیا میں دہشت پھیلا رہا ہے اس کے Affect سے ہزاروں افراد اس کی زد میں آ کر لقمہ اجل ہو چکے ہیں۔

غور طلب یہ بھی ہے! سنن ابن ماجہ کی حدیث نمبر 4018 پر تحریر ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے جب کسی قوم میں علانیہ فحش (فسق و فجور اور زنا کاری) ہونے لگ جائے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان سے پہلے کے لوگوں میں نہ تھیں۔

سورۃ البقراء کی آیت نمبر 59 فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلاً غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۔ ان ظالموں کو جو حکم دیا گیا تھا وہ اس پر قائم نہیں رہے تو اللہ نے ان پر عذاب نازل کر دیا۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جب اللہ کے احکام کی بندہ پابندی نہیں کرتا یا پھر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل کر دیتا ہے۔

محمد فیض انور جعفری نے اپنے حالیہ مضمون میں اس تشویشناک صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بے زبان جانوروں پہ تشدد کرنا، کچا یا زندہ جلا کر کھانا، فحش یعنی فسق و فجور اور زنا کاری کا عام ہونا، پوری دنیا میں انسانیت بلکہ بے گناہ افراد پہ بربریت کرنا ان تمام کارناموں کی وجہ سے COVID-19 جیسا خدا کا عذاب آج تمام دنیا پر مسلط ہے۔

Novel corona virus جیسے خدا کے عذاب سے محفوظ رہنے کیلئے (اگر خدا ہی چاہے گا تو) کچھ احتیاطی تدابیر لازمی ہیں باقاعدہ اپنے ہاتھوں کو دھونا، کھانستے اور چھینکتے وقت منھ کو ڈھانکنا Mask کا استعمال بہر صورت کرنا، Affected افراد سے دور رہنا شامل ہے۔

یہ تمام احتیاط مسلمانوں کے یہاں پہلے سے موجود ہیں مثلاً 9 time وضو کرنا Gaping جمائی لیتے وقت یا Sneeze چھینکے وقت کپڑے یا ہاتھ کو منھ پر لگانا، مستورات کا Gobo نقاب پہننا، گوشت، انڈے، مچھلی اور حیوانی حلال غذاؤں کو اچھی طرح پکا کر استعمال کرنا وغیرہ

اسکے علاوہ متعدی امراض سے بچنے کیلئے ایک بہترین احتیاتی تدابیر میں یہ بھی شامل ہے کہ زیادہ تر وقت گھر پر گذارا جائے۔ جو لوگ Affected ہیں وہ احتیاط رکھیں اور اپنی جگہ پر رہیں ڈاکٹروں کے رابطہ میں رہیں۔ دوسرے افراد باہر سے اس مقام پر نہ جائیں جہاں اس کے مریض ہوں۔

بخاری حدیث نمبر 5729 پر تحریر ہے کہ حضرت عمرؓ شام (سیریا) کیلئے روانہ ہوئے جب مقام تبوک (سرغ) میں پہونچے تو آپؓ کو خبر ملی کہ شام میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ پھر عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم وبا کے متعلق سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جہاں تم موجود ہو وہاں وبا پھوٹ پڑے تو وہاں سے بھی مت بھاگو۔

بخاری حدیث نمر 5770 فرمایا رسول ﷺ نے کہ کوئی بھی شخص اپنے بیمار اونٹوں کو کسی کے صحت منداونٹوں میں نہ لے جائے۔ معلوم ہوا کہ متعدی امراض میں احتیاطی تدابیر لازمی ہیں۔ اگر احتیات نہیں کرتے تو یہ خودکشی میں شمار ہوگا اور احتیات کے باوجود ہوجائے تو

قال رسول اللہ ﷺ "الطاعون شهادة لكل مسلم .طاعون سے مرنے والا ہر مسلم شہید ہے۔

ڈاکٹر اقتدا حسین جعفری عامر مکن پوری 25\3\2020

رمضان المبارک کے بابرکت مہینے کی ہر ساعت میں

ہم سہ ماہی رہبر نور کے

بلند ذوق قارئین کرام، معاونین حضرات اور قلمکار حضرات کی صحت اور خوش حالی کے خواہاں ہیں

ادارہ

امام ابوالحسن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق علیہ السلام

مولانا سید منصور مبارک جعفری مداری

آپ ائمہ اہل بیت میں سے ساتویں امام ہیں۔آپ کی وا ہ ماجدہ طیبہ طاہرہ کا اسم شریف حمیدہ تھا۔آپ کی ولادت باسعادت بروز یکشنبہ (اتوار) کے روز ماہ صفر المظفر کی سات (۷) تاریخ سنہ 128ھ میں منزل ابوالہ پر ہوئی جو کہ مکۃ المکرمہ و مدینۃ المنورہ کے درمیان ہے۔آپ کا مبارک نام موسی کنیت ابوالحسن ابوابراہیم اور ابوعلی تھی کمال حلم اور صفت جمال کی وجہ سے آپ کا لقب کاظم ہوا۔لوگ آپ کو صابر صالح اور امین کے نام سے بھی یاد کرتے تھے آپ کی عمر شریف آپ کے وا بزرگوار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے وصال پر ملال کے وقت بیس (20) سال تھی آپ بیس سال کی عمر میں مسند امامت پر فائز ہوئے۔آپ کے کمالات بہت ہیں جو احاطہ قلم سے باہر ہے صاحب حبیب السیر نے لکھا ہے ایک روز ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور پرندوں کی زبان میں آپ سے گفتگو کرنے لگا لوگ کہتے ہیں اس قسم کی زبان پہلے کبھی کسی سے نہیں سنی تھی۔امام موسی کاظم بھی اس شخص کو اسی زبان میں جواب دیتے رہے۔جب وہ شخص چلا گیا تو لوگوں نے عریضہ پیش کیا حضور یہ کونسی زبان ہے۔امام موسی کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا یہ جنوں کے ایک فرقے کی زبان ہے اور بیشک خالق کائنات امام وقت کو تمام مخلوقات کی زبان سکھا دیتا ہے۔جیسا کہ پاک پروردگار عالم نے مقدس کتاب قرآن پاک ک اندر ارشاد فرمایا ہے **وعلم ادم الاسماء کلھا** (یعنی خالق کائنات نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم عطا فرمایا) حضرت خواجہ شفیق بلخی علیہ الرحمۃ والرضوان سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا ایک مرتبہ میں حجاز کے دوران سفر میں قادسیہ پہونچا۔میں نے پست قد اور گندمی رنگ کا ایک شخص دیکھا جو پشمینہ اوڑھے ہوا تھا۔وہ اپنے کاندھے پر مصلی اور جوتا پہنے ہوئے ایک جگہ تنہائی میں بیٹھا ہوا تھا۔میں نے اپنے دل میں سوچا۔یہ جوان صوفیاء کرام کی جماعت سے معلوم ہوتا ہے پھر میں ان کے پاس گیا۔ابھی میں کچھ کہنا ہی چاہ رہا تھا کہ انہوں نے میرا نام لیا اور جو مقصد میرے دل میں تھا بغیر سوال کے انھوں نے جواب ارشاد فرمایا۔اس کے بعد وھاں سے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور چل دیئے دوسری جگہ دیکھا آپ نماز ادا فرما رہے ہیں جسم پہ لرزہ ہے اور آنکھوں سے آنسوں کے قطرات ٹپک رہے ہیں میں انکے قریب جا کر کھڑا ہو گیا کہ جب آپ نماز سے فراغت حاصل کر لیں عریضہ پیش کروں آپ نماز سے فارغ ہو کر میرے دل کی بات بتائی پھر آپ وھاں سے تشریف لے گئے۔دوسری مقام پر میں نے دیکھا آپ کنویں کے پاس کھڑے ہیں اور آپ کے دست مبارک میں کوزہ ہے اور آپ پانی طلب فرما رہے ہیں جب میں نے کنویں کے پانی کی طرف نظر کیا دیکھا پانی اوپر آ گیا ہے۔آپ نے ہاتھ بڑھا کر کوزہ بھر لیا اور وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی۔بعدہ ایک ریت کے ٹیلے کی جانب تشریف لے گئے کوزہ میں ریت بھر کر ہلاتے جا رہے تھے اور تناول بھی فرما رہے تھے میں نے قریب جا کر سلام کیا۔آپ نے جواب عنایت فرمایا۔پھر میں نے عرض کیا مجھے بھی رب العزت کی عطا کردہ نعمت سے کچھ عنایت فرمائیں۔آپ نے ارشاد فرمایا اے شفیق مجھے حق تعالی کی نعمت ظاھری و باطنی ہمیشہ ملتی ہے۔تم کو چاہئے کہ اس

رزاق مطلق کے متعلق نیک ظن رکھو۔ پھر مجھے کوزہ عنایت فرما کرارشادفرمایا کھاؤ۔ جب میں نے کھایا تو شہداور شکر تھی اوراس میں اس قدر لذت ومٹھاس تھی کہ باخدااس سے قبل کبھی نہ کھائی تھی۔ میں سیر ہوگیااور چند دنوں تک مجھے کھانے کی بالکل حاجت نہ ہوئی۔اس کے بعد میں نیان کو کبھی نہ دیکھا بجزاس کے کہ ایک روزآپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا کہ آدھی رات کے وقت نماز میں مشغول ہیں صبح تک نماز ادافرماتے رہے۔صبح ہوتے ہی مکہ معظمہ اوراس کے قرب وجوار کے افراد مکھیوں کی طرح ان کے پاس حاضر ہونے لگے میں حیران ہوکرایک شخص سے پوچھایہ کون ہیں۔اس نے جواب دیایہ امام موسیٰ بن امام جعفرصادق علیہ السلام ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ عجیب وغریب منظر جو میں دیکھتا آیاان سے بعید نہیں۔آپ کے کلمات حقائق وکرامات اس قدر ہیں کہ مجھ جیسا کم علم بیان نہیں کرسکتا۔آپ رجب المرجب شریف کی پچیس (25) تاریخ سنہ ایک سوتیراسی (138) ھ کوخلیفہ ھارون رشید کے عہد حکومت میں اس دنیا سے تشریف لے گئے۔آپ کی عمرشریف پچپن (55) سال تھی اورآپ ک امامت کی مدت پینتیس (35) سال تھی۔اکثرارباب تاریخ وسیرت اس بات پر متفق ہیں کہ ھارون رشید کے حکم کے مطابق مندی بن شاھک یا یحی بن خا برمکی نے امام بے خطا کو زہر دی۔آپ کا مدفن شہر بغداد ہے۔آپ کے اکیس (21) بیٹے اور آٹھ (8) بیٹیاں تھیں۔ایک روایت کے مطابق بیس (20) لڑکے اور سترہ (17) لڑکیاں تھیں۔

(مرآۃ الاسرارص213 تا215 مصنف صوفی عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمۃ)

★★★

غزل

سیّد احرار احمد احرؔار مکن پوری

آسائشیں ملیں تو وطن کو وطن کہیں لیکن قفس کو کیسے بھلا ہم چمن کہیں

ہر فرد جل رہا ہے تعصب کی آگ میں کیسے اسے ہم اپنی بھلا انجمن کہیں

ہم بے بسوں کے کون بھلا کام آئے گا کیا ہم جہاں سے قصۂ رنج ومحن کہیں

ہے وضع احتیاط بھی جلوں کے ساتھ ساتھ کسکو جمال حسن ترا بانکپن کہیں

احرؔار مل رہا ہے ہر اک پست کو عروج
کیا ہم اسی کو گردش چرخ کہن کہیں

رمضان المبارک کی فضیلت واہمیت

مولانا سید طارق حسین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِن قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُونَ (البقرہ، آیت183)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے ان پر فرض کیے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ''

عربی زبان میں روزے کے لئے صوم کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی رک جانا کے ہیں یعنی انسانی خواہشات اور کھانے پینے سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک رک جاتا ہے اور اپنے جسم کے تمام اعضاء کو برائیوں سے روکے رکھتا ہے۔

رمضان کا لفظ ''رمضا'' سے نکلا ہے اور رمضا اس بارش کو کہتے ہیں جو کہ موسم خریف سے پہلے برس کر زمین کو گرد وغبار سے پاک کر دیتی ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کی بارش کا ہے جس کے برسنے سے مومنوں کے گناہ دھل جاتے ہیں۔

رمضان المبارک اسلامی تقویم (کیلنڈر) میں وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم نازل فرمایا۔ رمضان المبارک کی ہی ایک بابرکت شب میں آسمانِ دنیا پر پورے قرآن کا نزول ہوا لہٰذا اس رات کو؟ رب العزت نے تمام راتوں پر فضیلت عطا فرمائی اور اسے شبِ قدر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَھۡرٍ (القدر، 3:97)

''شبِ قدر (فضیلت وبرکت اور اَجر وثواب میں) ہزار مہینوں سے بہتر ہے''

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(انه سمع من يتق به.... خير من الف شهر)

(موطا امام مالک، الاعتکاف، باب ماجاء فی لیلۃ القدر ۱۲۳/ الطبع مصر)

''انہوں نے بعض معتمد علماء سے یہ بات سنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے پہلے لوگوں کی عمریں دکھلائی گئیں تو آپ کو ایسا محسوس ہوا کہ آپ کی امت کی عمریں ان سے کم ہیں اور اس وجہ سے وہ ان لوگوں سے عمل میں پیچھے رہ جائے گی، جن کو لمبی عمریں دی گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ازالہ اس طرح فرمادیا کہ امت محمدیہ کے لیے لیلۃ القدر عطا فرمادی۔''

رمضان المبارک کی فضیلت وعظمت اور فیوض وبرکات کے باب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتۡ أَبۡوَابُ الۡجَنَّةِ وَغُلِّقَتۡ أَبۡوَابُ جَھَنَّمَ، وَسُلۡسِلَتِ الشَّیَاطِیۡنُ.

(بخاری، الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ إبلیس وجنودہ، 3: 1194، رقم: 3103)

"جب ماہ رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے۔"

رمضان المبارک کے روزوں کو جو امتیازی شرف اور فضیلت حاصل ہے اس کا اندازہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث مبارک سے لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّإِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(بخاری، الصحیح، کتاب الصلاۃ التراویح، باب فضل لیلۃ القدر، 2:709، رقم:1910)

"جو شخص بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔"

رمضان المبارک کی ایک ایک ساعت اس قدر برکتوں اور سعادتوں کی حامل ہے کہ باقی گیارہ ماہ مل کر بھی اس کی برابری وہم سری نہیں کر سکتے۔

قیامِ رمضان کی فضیلت سے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ، إِيْمَاناً وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(بخاری، الصحیح، کتاب الایمان، باب تطوع قیام رمضان من الایمان، 1:22، رقم:37)

"جس نے رمضان میں بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے گئے۔"

(الصوم جنة يستجن بها العبد من النار) (صحيح الجامع، ح:٣٨٦٧)

"روزہ ایک ڈھال ہے جس کے ذریعے سے بندہ جہنم کی آگ سے بچتا ہے۔"

ایک دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

(الصوم جنة من عذاب الله) (صحيح الجامع، ح:٣٨٦٧)

"روزہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے (بچاؤ کی) ڈھال ہے۔"

ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(من صام يوما في سبيل الله، بعد الله وجهه عن النار سبعين خريفا) (صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل الله، ح: ٢٨٤٠ وصحيح مسلم، الصيام، فضل الصيام في سبيل الله...ح: ٢٧١١)

"جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھا، تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال (کی مسافت کے قریب) دور کر دیتا ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان في الجنة بابا يقال له فلم يدخل منه احد) (صحيح البخاري، الصوم، باب الريان للصائمين، ح: ١٨٩٦ وكتاب بدء الخلق، ح: ٣٢٥٧ وصحيح مسلم، باب فضل الصيام، ح ١١٥٢)

★★★

سہ ماہی رسالہ ''رہبر نور'' خانقاہ عالیہ سیّد بدیع الدّین قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس اور پاکیزہ دھرتی مکن پور شریف سے شائع ہو کر پورے ملک ہندوستان میں تمام اولیائے کاملین کی حیات طیبہ، ان کے اوصاف حمیدہ اور ان کی خدمات جلیلہ بالخصوص حضور مدار العالمینؒ کی تبلیغی سرگرمیوں اور اسلامی تعلیمات کی بے باک ترجمانی کر رہا ہے اور اس سلسلہ میں ہم کو تمام خانقاہوں سے مخلصانہ تاثرات حاصل ہو رہے ہیں۔

ادارہ رہبر نور اس عظیم خدمت کیلئے آپ کی معاونت اور حصہ داری کو آواز دے رہا ہے۔ ادارہ رہبر نور نے درج ذیل تجویز کو آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔

برائے کرم!

''اعزازی ممبران''

کی فہرست میں اپنا نام درج کرائیں اور سلسلہ عالیہ مداریہ کے پیغامات کو تحریری طور پر دنیا تک پہنچانے میں ہماری مدد فرمائیں۔ اعزازی ممبران کے نام رسالہ میں عزت کے ساتھ چھپتے رہیں گے

ادارہ

QUARTERLY
RAHBARE NOOR
R.N.I.No. UPURD/054331/1347785/2019
MAKANPUR SHARIF, KANPUR, INDIA Pin Code 209202

اسلام کے دامن میں بس اس کے سوا کیا ہے
اک ضرب ید اللہی اک سجدۂ شبیری

رہبر نور کا اگلا شمارہ عالم انسانیت کو ایسی تابناک تاریخ سے روشناس کرائے گا جس تاریخ سے آج بھی گلشن اسلام میں بہاریں قائم ہیں۔

اگلا شمارہ "تاجدار کربلا نمبر" ہوگا۔

جس میں ملک و بیرون ملک کے علماء و مشائخ اور ہندوستان کی عظیم خانقاہوں کے سجادگان کے ایسے بصیرت افروز مضامین ہوں گے جو آپکی ایمانی حرارت کو زندہ و جاوید بنا دیں گے۔

تاجدار کربلا نمبر ایک خصوصی شمارہ ہوگا اس کے
لئے آپکو پیشگی اطلاع دیتے ہوئے خریداری کے لئے
ادارے سے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔

ہماری ویب سائیٹ
www.hayyulmadar.com

CHEIF EDITOR : ABUL MASHARAB SYED MUQTIDA HUSAIN JAFRI
Head Office : P.O. Makanpur Sharif, Kanpur Nagar India - 209202
Please Contact us : 995667119, 8737967832
6394344966, 9760422993, 8840701867
Insha Printers, Kanpur : 8795601301